عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۷ | یکم تا ۱۵ رشوال ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۶ تا ۳۰ رجون ۲۰۱۸ء | شمارہ: ۲۳/۲۴

بڑے علماء و مشائخ کا سانحۂ ارتحال

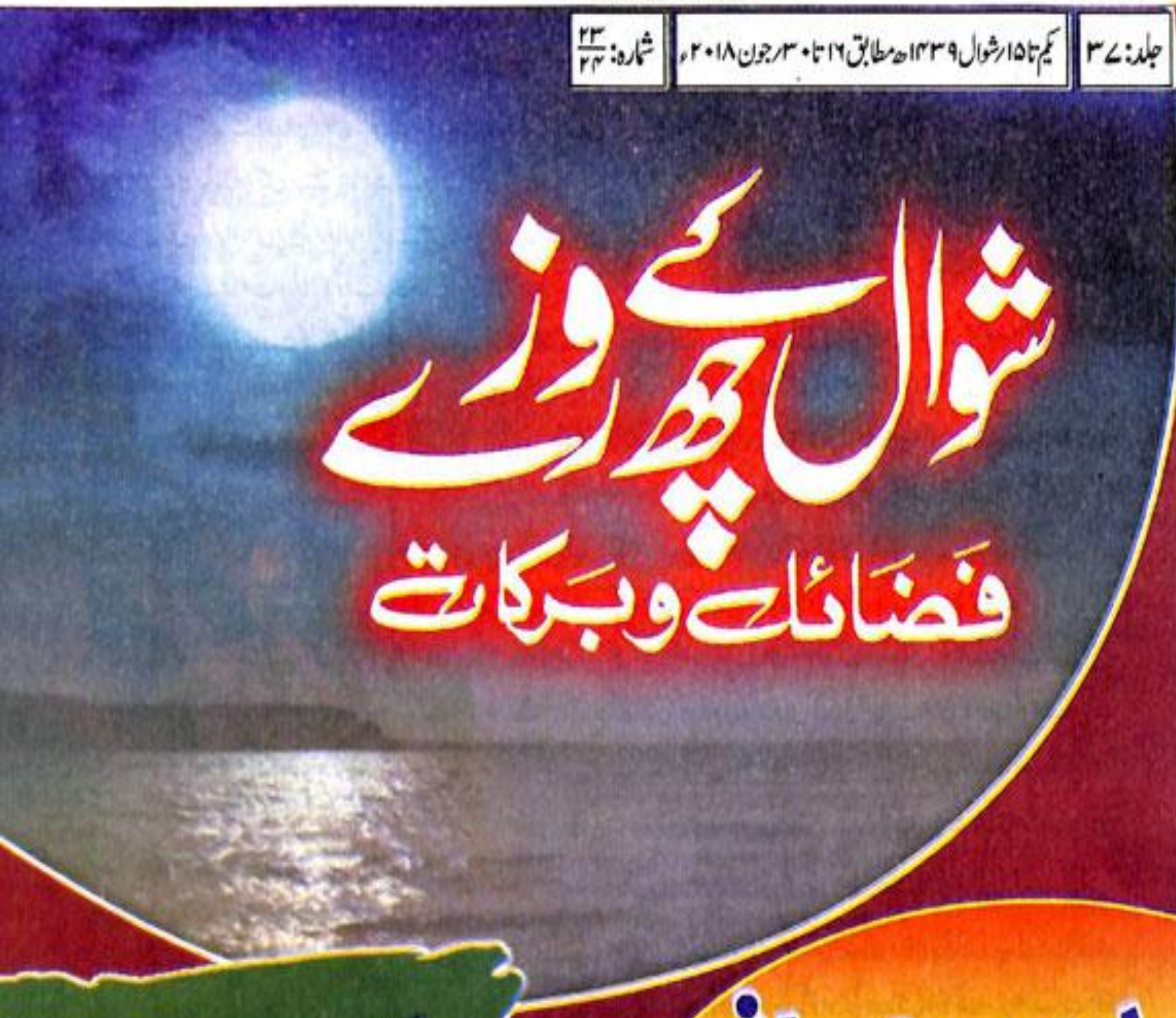

شوال کے چھ روزے

فضائل و برکات

مادی و روحانی غذا کے اثرات

نماز دین کا اہم ستون

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

کرسی پر نماز

س:...... مسجد کے اندران لوگوں کے لئے کرسی یا اسٹول رکھے جاتے ہیں جو کھڑے ہوکر نماز ادا نہیں کرسکتے' جماعت کے وقت صفوں میں نمازیوں کے درمیان کرسی رکھ کر اور اس پر بیٹھ کر نماز ادا کرسکتے ہیں؟ غالباً حدیث ہے کہ امام کے قریب قریب جماعت اور نماز کا ثواب بہت ملتا ہے' یعنی جو جتنا امام کے قریب ہوگا اس کو ثواب زیادہ ملے گا' کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ صف کے آخری کونے میں کرسی پر نماز ادا کریں اور درمیان میں کہیں بھی کرسی نہ رکھیں' حرم شریف میں نماز کی ادائیگی کے وقت ایسی پابندی دیکھنے میں نہیں آتی۔ ازراہ کرم تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔ جزاک اللہ۔

ج:...... اگر کوئی آدمی واقعی معذور ہے کہ وہ کھڑا نہیں ہوسکتا یا کرسی کے بغیر زمین پر نہیں بیٹھ سکتا تو اس کے لئے کرسی بچھا کر نماز پڑھنا جائز ہے' البتہ جو شخص رکوع' سجدہ پر قادر نہیں ہے' اس سے قیام بھی ساقط ہوجاتا ہے' وہ بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھے' بعض لوگ رکوع وسجدہ کے لئے اشارہ کرتے ہیں مگر کھڑے رہتے ہیں ان کا قیام درست نہیں اور جو لوگ رکوع وسجدہ تو کرسکتے ہیں مگر کھڑے نہیں ہوسکتے' ان کو بیٹھ کر رکوع وسجدہ سے نماز ادا کرنا چاہئے' ایسے لوگ اگر کرسی پر بیٹھے ہوں تو سامنے کوئی میز وغیرہ رکھ کر اس پر سجدہ کیا کریں' مگر عام طور پر آج کل بلا عذر بھی لوگ ایسا کرلیتے ہیں ان کو اس سے احتیاط واحتراز کرنا چاہئے چونکہ کرسی یا اسٹول دوسرے نمازیوں کے لئے مشکل کا ذریعہ بنتے ہیں اس لئے بہتر ہے کہ وہ صف کے ایک کنارہ پر بچھائے جائیں۔ انشاء اللہ دوسرے کی راحت رسانی کی برکت سے ایسے معذور کو پورا پورا ثواب ملے گا۔

زکوٰۃ کی مد کا مقصد

س:...... میرا بھائی اور بہنوئی میرے پاس کام کرتے ہیں' دس سال سے میں ذات پاک کی توسط سے خرچ دے رہا ہوں' بھائی کے پانچ بچے اور بہنوئی کے تین بچے ہیں' پہلے میں خلیج میں تھا' باقاعدہ ان کو خرچہ دیتا رہا' لیکن کچھ عرصہ پہلے میری نوکری ختم ہوگئی' تو یہ لوگ میرے آسرے پر بیٹھے رہے۔ میرے پاس جو بچی کچھی رقم تھی' اس سے میں نے دکان کھول لی اور ان دونوں کو بٹھا دیا' ہم لوگ بلوچستان کے ایک پسماندہ اور دور افتادہ علاقے میں رہتے ہیں' یہ دونوں بے روزگار ہیں' جب میں خلیج میں تھا تو ان کو دکان کھول کر دی تھی۔ چونکہ ہم لوگ اکٹھی چار دیواری میں رہتے ہیں' مرحومہ والدہ کی نصیحت پر کہ ان کو دکان کھول کر دو نوکری کی طرح دونوں کو رکھو' جس طرح دوسرے دکان میں نوکروں کو تنخواہ ملتی ہے اسی حساب سے ان کو بھی دو۔ خرچہ تو زیادہ آتا ہے اگر تمہارے بس میں ہے تو ان کو پہلے کی طرح کھلاتے رہتے رہو باقی اپنی زکوٰۃ کے حساب میں لگالو تو میں نے ایسا ہی کیا' بہنوئی کی تنخواہ پانچ ہزار روپے مقرر کی ہے جب کہ خرچہ ہر ایک کا دس ہزار روپے آتا ہے' میں نے اپنے دل میں بھی ایک مقصد رکھا ہے ان کو تنخواہ کے علاوہ باقی زکوٰۃ کے حساب میں آئیں گے؟ میں اگر بہنوئی کو کہہ دوں کہ باقی تمہارے خرچ کا حصہ زکوٰۃ کے حساب سے دے رہا ہوں وہ کام چھوڑ دیتا ہے گھر بیٹھنے کا خرچہ مجھے دینا پڑے گا؟

ج:...... دوسرے منسلکہ پرچہ پر جواب درج ہے ملاحظہ ہو' میرے بھائی سوال کے ساتھ جواب کی بھی جگہ چھوڑنی چاہئے! بہرحال اگر آپ نے اپنے بھائی اور بہنوئی کو دکان پر بٹھاتے وقت ان کو بتلا دیا تھا کہ آپ کی تنخواہ اتنا ہے اور اس کے علاوہ دوسرا خرچہ مد تنخواہ میں سے نہیں ہوگا بلکہ میری طرف سے ہوگا اور پھر تنخواہ کے علاوہ دوسرا خرچہ دیتے وقت آپ زکوٰۃ کی نیت کرلیتے تھے اور وہ واقعی زکوٰۃ کے مستحق بھی تھے یعنی ان کی ملکیت میں نقد' سونا' چاندی یا مال تجارت میں ایسا کچھ نہ تھا جس کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر تھی' تو تنخواہ سے اوپر دیا گیا خرچہ آپ کی زکوٰۃ میں منہا ہوجائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ
ختم نبوت
مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۷ — کیم تا ۱۵ر شوال المکرم ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۶ تا ۳۰ر جون ۲۰۱۸ء — شمارہ: ۲۳/۲۴

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر	۵	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
چار علماء ومشائخ کا سانحۂ ارتحال	۱۱	" " " "
شوال کے چھ روزے... فضائل وبرکات	۱۴	مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ
نماز... دین کا اہم ستون	۱۵	محمد حامد سراج
مادی اور روحانی غذا کے اثرات	۲۰	مولانا محمد علاؤ الدین ندوی
مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی ودعوتی اسفار	۲۳	ادارہ
مولانا حقانی مدظلہ سے ایک دلچسپ گفتگو	۲۶	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
نزول عیسیٰ علیہ السلام (۴۴)	۲۷	حافظ عبیداللہ

ضروری اعلان

عید الفطر کی تعطیلات کے باعث شمارہ ۲۳، ۲۴ کو یکجا شائع کیا جارہا ہے۔
ایجنسی ہولڈر حضرات وقارئین کرام نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ)

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بنیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35.Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

معاملات اور اُس کے متعلقات

حدیث قدسی ۱: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ارشاد فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص تم سے پہلے لوگوں میں تھا، جب اس کے پاس ملک الموت آیا تاکہ اس کی روح قبض کرے تو اس شخص سے کہا گیا تو نے کوئی بھلا کام کیا ہے؟ اس نے کہا: مجھے معلوم نہیں، پھر کہا گیا اپنے اعمال پر غور کر، اس نے کہا مجھے خبر نہیں، صرف اتنی بات تو مجھے یاد ہے کہ میں لوگوں کے ساتھ بیع کیا کرتا تھا تجارت میں، جس قدر قرض ہو جاتا تھا اگر وہ مال دار ہوتا تھا تو مہلت دیا کرتا تھا اور تنگدست مقروض کو معاف کر دیا کرتا تھا، پس اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت میں داخل کر دیا۔ (بخاری) مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: معاف کرنے اور درگزر کرنے کا میں زیادہ اہل ہوں، اس میرے بندے سے درگزر کرو۔

حدیث قدسی ۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ارشاد فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شخص ایسے ہیں جن سے قیامت میں اللہ تعالیٰ نہ تو بات کرے گا اور نہ ان کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھے گا، ایک وہ شخص جس نے خریدار سے کسی مال پر جھوٹی قسم کھا کر یہ کہا کہ مجھے اس مال کا اس قیمت سے زیادہ ملتا تھا جو اس وقت قیمت لگائی ہے، دوسرا وہ شخص جو عصر کی نماز کے بعد جھوٹی قسم اس غرض سے کھاتا ہے کہ اس قسم کی وجہ سے کسی مسلمان کا مال مار لے، تیسرا وہ شخص جس نے ضرورت سے زائد پانی کو روک لیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا جس طرح تو نے اس زائد پانی کو روکا جس میں تیری محنت کو کوئی دخل نہیں تھا، اسی طرح میں نے آج اپنے فضل کو تجھ سے روک لیا۔ (بخاری) عام دکانداروں کی عادت ہوتی ہے کہ گاہک کو دھوکا دینے کی غرض سے جھوٹی قسم کھایا کرتے ہیں۔ عصر کی نماز کے بعد کا ذکر اس واسطے کیا کہ یہ وقت کاروبار کے ساتھ خاص ہے، زائد پانی سے مراد وہ پانی ہے جو موسم برسات میں خاص طور پر جنگل کے گڑھوں میں جمع ہو جاتا ہے اور برسات کے بعد لوگ اسے کھیتوں یا مویشیوں کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اس پانی سے اپنا کام نکال کر دوسروں کو موقع دینا چاہئے، کیونکہ یہ قدرتی پانی ہے، اس میں کسی کی محنت و مشقت کو دخل نہیں جو شخص اس پر بلا کسی حق کے قبضہ کرے گا۔ وہ قیامت میں خدا کے فضل سے محروم رہے گا۔

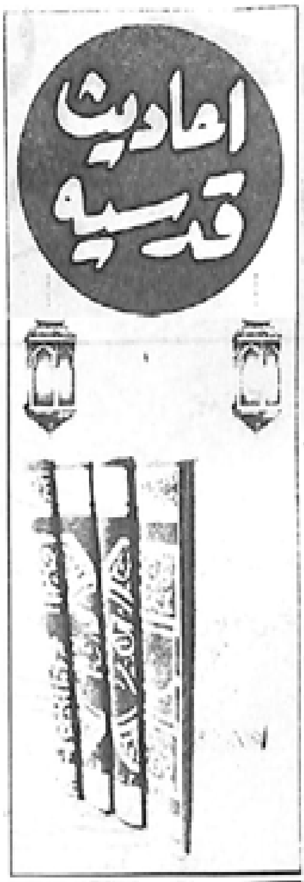

سحبان الہند حضرت
مولانا احمد سعید دہلویؒ

مردوں اور عورتوں کی نماز کے اندر فرق

س:...... کیا احناف کے نزدیک مردوں اور عورتوں کے طریقہ نماز میں فرق ہے؟

ج:...... جی ہاں! اس فرق کو بتلانے سے پہلے ایک واضح فرق کو جو نماز کے علاوہ بھی ہے سمجھنا بہت ضروری ہے۔ مردوں کو دوسروں کے سامنے جسم کے جن اعضاء کو یا جن حصوں کو چھپانا ضروری ہے وہ ناف سے لے کر گھٹنوں تک کا چاروں طرف کا جسم ہے، ان حصوں کو یا ان اعضاء کو نماز یا نماز کے علاوہ کے اوقات میں بھی دوسروں کی نگاہوں سے چھپانا ضروری ہے۔ اس کو ستر عورت بھی کہتے ہیں۔ عورت کے لئے پورا جسم ستر ہے (جس میں چہرہ، دونوں ہاتھ ہتھیلیوں تک، دونوں پیر ٹخنوں تک ستر عورت میں شامل نہیں) سر کے بال بھی ستر میں داخل ہیں، لہٰذا اس پورے جسم کو اس طرح موٹے کپڑوں سے ہر وقت چھپا کر رکھنا چاہئے کہ بال برابر جگہ پر بھی کسی غیر محرم مرد کی نظر نہ پڑے۔ یہ حکم نماز کے اوقات یا غیر نماز کے اوقات میں یکساں اور برابر ہے، اگر عورت گھر سے باہر جاتی ہے یا اس کے سامنے غیر محرم مرد آ جاتا ہے تو اس وقت اسے چہرہ ہتھیلیاں، ٹخنوں تک پیر بھی ڈھانپنے اور چھپانے ہوں گے۔

☆...... مردوں کو قیام کی حالت میں دونوں پیروں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھنا چاہئے (کم از کم چار انگل) عورتوں کو دونوں پیر ملا کر بغیر فاصلے کے رکھنے چاہئیں (اسی طرح عورت رکوع اور سجدے میں بھی ٹخنے ملائے)۔

☆...... عورتوں کو ہر حال میں اور ہر موسم میں چادر یا موٹے دوپٹے وغیرہ کے اندر ہی سے ہاتھ اٹھانے چاہئیں باہر نہیں نکالنے چاہئیں۔

☆...... عورتوں کو تکبیر تحریمہ پڑھتے ہوئے ہاتھ کندھوں تک اٹھانے چاہئیں۔

☆...... عورتوں کو تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ سینے پر چھاتی کے نیچے رکھنے چاہئیں۔

☆...... عورتوں کو سیدھی ہتھیلی الٹی ہتھیلی کے اوپر رکھ دینی چاہئے حلقہ نہیں بنانا چاہئے۔

☆...... عورتوں کو رکوع کے لئے صرف اتنا جھکنا چاہئے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں، نہ گھٹنے پکڑنے چاہئیں اور نہ ہی ہاتھوں کی انگلیاں کھولنی چاہئیں، کہنیاں جسم سے ملی ہوئی ہونی چاہئیں۔

حضرت مولانا مفتی
محمد نعیم دامت برکاتہم

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر

الحمد للہ وکفیٰ، وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ. اما بعد!

اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے امسال بھی سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر ۴ شعبان المعظم تا ۲۵ شعبان المعظم ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۱ر اپریل تا ۱۲ مئی ۲۰۱۸ء بائیس روزہ جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقد ہوا۔ امسال کورس میں آٹھ سو نوے حضرات نے داخلہ لیا۔ جو حضرات پہلے کورس کر چکے تھے ان سے معذرت کرلی گئی۔ مجبوراً ایک آدھ مجذوب کے دوبارہ آ جانے سے چشم پوشی بھی کی گئی کہ اس کے بغیر گزارہ نہ تھا۔ پہلے دن پہلے سبق میں سینکڑوں دوستوں کی شرکت بہت ہی بابرکت ثابت ہوئی۔ وفاق المدارس کا امتحان ختم ہوتے ہی ۲ شعبان کو ساتھی آنا شروع ہوگئے۔ جمعرات شام سے ہفتہ صبح تک بھرپور حاضری ہوگئی۔ حسب روایت ہفتہ صبح ساڑھے سات بجے حاضری لگنا شروع ہوئی۔ قریباً آٹھ بجے تلاوت کے بعد حضرت مولانا غلام رسول دین پوری کی دعا سے کورس کا ''توکلاً علی اللہ'' آغاز ہوا جو تسلسل کے ساتھ بائیس دن جاری رہا۔ حضرت مولانا غلام رسول دین پوری اور حضرت مولانا محمد رضوان عزیز کے اسباق اول سے آخر تک تسلسل کے ساتھ جاری رہے۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی، حضرت مولانا محمد قاسم رحمانی کے اسباق ایک ایک ہفتہ ہوئے۔ حضرت مولانا زاہد الراشدی، حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی، حضرت مولانا غلام مرتضیٰ ڈسکہ کے اسباق تین تین دن ہوئے۔ حضرت مولانا مفتی محمد حسن لاہور، حضرت مولانا منیر احمد منور کھروڑپکا، حضرت مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی، حضرت مولانا محمد الیاس گھمن، حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی، حضرت مولانا نور محمد ہزاروی سرگودہا، مولانا محمد شاہد ندیم، مولانا محمد احمد چناب نگر، مولانا مفتی محمد دین مَل، جناب محمد متین خالد لاہور، حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ کراچی، حضرت مولانا سعود افضل سکھر، مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر لاہور، جناب خالد مسعود ایڈووکیٹ تلہ گنگ نے ایک ایک لیکچر دیا۔ جناب مولانا محمد قاسم گجر نے بھی بطور خاص ایک سبق میں اپنا کلام سنایا اور خوب داد سمیٹی۔ فلحمدللہ!

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ نے قریباً ایک دن وہاں گزارا۔ رات قیام فرمایا۔ پہلے ہفتہ امتحان کا معائنہ فرمایا، ظہر کے بعد ایک سبق بھی پڑھایا، ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔ فلحمدللہ!

امسال بھی ہفتہ، اتوار دو دن داخلہ جاری رکھا گیا۔ پیر کے دن داخلہ روک دیا گیا۔ مزید آنے والے دوستوں سے معذرت کرلی گئی کہ وہ باضابطہ داخلہ تو اگلے سال پر موقوف رکھیں البتہ تعلیم میں شریک ہوسکتے ہیں۔ رہائش وخوراک کی بھی سہولت دی گئی۔ اس طرح بغیر داخلہ کے بھی کچھ دوست شریک تعلیم رہے۔ درجہ رابعہ یا میٹرک کی تعلیمی شرط کی پابندی پر سختی سے عمل کیا گیا۔ البتہ اندرون سندھ کے صرف ایک ساتھی ثالثہ پاس تھے۔ وہ چونکہ تشریف لے آئے تھے، واپس کرنا مناسب نہ سمجھا گیا۔

امسال تمام داخلہ کی ذمہ داری مولانا محمد وسیم اسلم نے سرانجام دی۔ مولانا محمد اقبال نے ساتھیوں کو رہائش فراہمی کا نظم سنبھالا۔ پہلے دو ہفتے مولانا محمد اسحاق ساقی اور مولانا محمد اقبال نے کھانے کے نظم کی نگرانی فرمائی۔ آخری ہفتہ مولانا خبیب احمد اور مولانا محمد قاسم نے نظم کو خوب سے خوب تر نبھایا۔ پورے کورس کے دورانیہ میں مولانا صغیر احمد نے خوب مستعدی دکھائی۔ مکتبہ کی ذمہ داری حضرت مولانا محمد قاسم، حضرت مولانا محمد شفیق اور دیگر دوستوں نے پوری کی۔ وظیفہ کی تقسیم مولانا حافظ عتیق الرحمٰن کے ذریعہ انجام پذیر ہوئی۔ رجسٹروں کی تکمیل مولانا حافظ شیر عالم نے فرمائی۔ حسب سابق تین امتحان ہوئے۔ جملہ اساتذہ حفظ وکتب، موجود مبلغین حضرات امتحان اور نمبرنگ وغیرہ کا عمل پورا کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی شایان شان جزائے خیر نصیب فرمائیں۔

مولانا محمد وسیم اسلم اور مولانا قاری محمد اصغر نے اس دوران لائبریری میں جدید کتب کے اندراج کے عمل کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ جناب ڈاکٹر محمد محسن چنیوٹ اور مولانا قاری محمد اصغر نے ختم نبوت فری ڈسپنسری کے سسٹم کو متحرک رکھا۔ کورس وحفظ کے شرکاء اور عملہ سمیت بارہ صد حضرات نے ڈسپنسری سے حسب ضرورت خوب فائدہ اٹھایا۔ کالونی کے اصحاب دل بھی کورس کے شرکاء کے لئے سراپا تشکر بنے رہے۔ کالونی کے رہائشیوں نے کورس کے شرکاء کو ایسا اپنائیت کا ماحول دیا کہ جس سے مہمانان رسول ﷺ بہت ہی خوش گئے۔ چنیوٹ کے سبزی وپھل فروش حضرات طلباء مہمانوں کے لئے سراپا خدمت رہے۔ اس طرح ہموآنہ کے پیر طریقت سید پیر صفدر حسین نے سپیشل ایک ویگن تربوز بھیج کر تمام شرکاء کی ''تربوز پارٹی'' کی۔ یوں تین ہفتے شب وروز نور کی برسات کا سماں قائم رہا۔ پانچوں نمازوں میں مسجد کا ہال وبرآمدہ اور جدید برآمدہ میں صفوں کا منظر ایک پر بہار کیف وسرور کا ماحول پیش کرتا رہا۔ مدرسہ کا مطعم، قرآن مجید کے ہالوں کا برآمدہ اور کمرہ نمبر۶ سے کمرہ ۱۳ تک برآمدہ، ان کے سامنے سائبانوں کے نیچے ناشتہ ودوپہر کے دسترخوان خوش کن منظر پیش کرتے۔ البتہ شام کو قدیم مدرسہ کے پورے صحن کے پلاٹوں میں ہزار بارہ صد مہمانان وطلباء حفظ کے لئے ایک ساتھ دسترخوان لگتے تو لمبی لمبی دسترخوانوں کی لائنوں میں حضرات مہمانان گرامی کے ایک ساتھ بیٹھنے کا ماحول دلربا مناظر کا حامل ہوتا۔

غرض یوں اللہ رب العزت کے فضل وعنایت سے ایسے طور پر یہ دن گزرے کہ پتہ ہی نہ چلا۔ مندوب مہمانوں کی میزبانی قاری عبیدالرحمن نے کی اور دیگر مہمانوں کی دوسرے قاری صاحبان نے اپنی کلاس سمیت ایک ایک ہفتہ میزبانی کا شرف حاصل کیا۔ وقت پر تینوں وقت کا کھانا، آرام، نمازیں، درس، اسباق، تلاوت، بیانات ایسے طور پر انجام پائے گویا ایک کمپیوٹرائز نظام اللہ رب العزت کی رحمت نے طے کرادیا۔ **فلحمد ﷲ اولاً و آخراً!**

اساتذہ ونگران حضرات کے علاوہ بہت سارے دوسرے مہمانان گرامی صرف زیارت اور حاضری کے لئے تشریف لائے۔ ایبٹ آباد سے جناب سید مجاہد شاہ، جناب ساجد اعوان بمع احباب تشریف لائے۔ اور قدیم حصہ تعمیر کے فرنٹ پر بنے تمام چوکٹوں میں تحریک ختم نبوت کے اکثر وبیشتر حضرات کے ناموں کے فلیکس تیار کراکے لائے۔ ان کے فریم بنا کر لگائے۔ صحن میں ہر دیکھنے والا عش عش کر اٹھتا۔ ان ناموں میں اپنے طور پر بہت محنت کی کہ چاروں مکاتب فکر کے علماء ومشائخ، مذہبی قیادت جنہوں نے بھی ختم نبوت کے کام میں حصہ ڈالا سب کے نام آجائیں۔ اس میں وہ بہت کامیاب رہے۔ ہر چند کہ اس میں مزید ناموں کی ضرورت ہے۔ لیکن جو آگئے خوب ہوگیا۔ اس طرح اٹک سے حضرت مولانا قاضی محمد ابراہیم ثاقب۔ لاہور سے جناب میاں رضوان نفیس اور مولانا خالد محمود۔ فیصل آباد سے جناب مولانا سید خبیب شاہ تشریف لائے۔ سید خبیب شاہ کے برادران شرکاء کو کتب پیش کرنے کے لئے کتب پیک کرنے والے کارٹن بنوا اور طبع کراکے لائے۔ غرض حسب سابق جو شخص جتنا زیادہ اس کام میں حصہ ڈال سکتا تھا کسی نے کمی نہ ہونے دی۔ **فلحمد ﷲ!**

ختم نبوت کورس کے اشتہارات میں اختتامی تقریب کے لئے ۱۲ مئی بروز ہفتہ کا اعلان کیا گیا۔ امسال مولانا صاحبزادہ خلیل احمد سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ، جناب ڈاکٹر پیر شاہد اویس خلیفہ مجاز حضرت پیر حافظ ذوالفقار نقشبندی اور صاحبزادہ عزیز احمد نے تشریف لانا تھا۔ لیکن اس دوران کراچی جامعہ اشرف المدارس کے استاذ الحدیث اور ناظم صاحبان مولانا محمد ارشاد اعظم اور مولانا محمد حسین جمعہ شام کو تشریف لائے۔ ایک ایک سبق بھی پڑھایا اور اختتامی تقریب کو بھی شرکت سے پُررونق کیا۔ امسال ستر کے لگ بھگ صرف جامعہ اشرف المدارس کراچی کے علماء وطلباء تھے۔ ان حضرات کی نصرت کے لئے حضرت مہتمم صاحب پیر طریقت حکیم محمد مظہر دامت برکاتہم نے ان دو اساتذہ کی تشکیل فرمادی۔ یہ حضرات تشریف کیا لائے کہ شرکاء کورس کی عید ہوگئی۔ کورس کے اختتام پر ایک غیبی انعام بھی ہوا۔ جس کی تفصیل یہ ہے:

مبلغ اسلام حضرت مولانا طارق جمیل دامت برکاتہم کی غیر متوقع آمد

۱۰ رمارچ ۲۰۱۸ء کو شاہی مسجد لاہور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام کیا۔ جو عدیم المثال طور پر کامیاب رہی۔ اس کانفرنس کے لئے طے کیا کہ ملک کی دینی اعلیٰ قیادت کو کانفرنس میں مدعو کیا جائے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی یا مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی کو بلانے کا فیصلہ ہوا۔ تو مؤخر الذکر تشریف لائے۔ قائد اسلامی انقلاب حضرت مولانا فضل الرحمن، قائد عالمی مجلس ووفاق المدارس حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر تشریف لائے۔ اس طرح فیصلہ ہوا کہ یادگار اسلاف حضرت حاجی عبدالوہاب مدظلہ یا مبلغ اسلام حضرت مولانا طارق جمیل مدظلہ سے درخواست کی جائے۔ حضرت حاجی

صاحب مدظلہ کی علالت و بڑھاپے کے باعث حضرت مولانا طارق جمیل صاحب سے ملنے کا فیصلہ ہوا۔ جناب میاں رضوان نفیس، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا مفتی محمد اعجاز پر مشتمل وفد کے ہمراہ فقیر نے بھی حاضری کی سعادت حاصل کی۔ اس نشست کے ملاقاتیوں میں سے پہلے ہمیں ملاقات کا اعزاز نصیب ہوا۔ وفد کی معروضات سن کر آپ نے شرکت کا مشروط وعدہ کیا۔ بشرط صحت وفرصت۔ تاہم ملاقات سے محبتوں میں اضافہ ہوا۔ بہت ہی خوشی ہوئی۔ حضرت مولانا طارق جمیل مدظلہ شاہی مسجد لاہور کانفرنس پر تشریف نہ لا سکے۔ لیکن ۱۱ مئی کو رات پونے گیارہ بجے آپ کا فقیر کے نام فون آیا کہ کل آپ کے ہاں چناب نگر ختم نبوت کورس کی اختتامی تقریب ہے۔ اس میں مجھے بھی شریک ہونا ہے۔ یہ سن کر فقیر کی حیرت واستعجاب کی حد نہ رہی کہ یا اللہ! ابھی دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اپنے کہے کی لاج رکھتے ہیں۔ دو چار منٹ تو اسی طرح کی کیفیت سے دوچار رہا۔ اپنے مقدر پے نازاں بھی ہوا کہ اتنے بڑے آدمی اپنے خدام کی سرپرستی کے لئے کل تشریف لائیں گے۔ ہمارے کورس کے شرکاء کو اس سے کتنی خوشی ہوگی۔ ختم نبوت کے کاز پر کام کرنے والوں کو کتنا حوصلہ ملے گا؟۔ صبح کی ہماری تقریب مزید رونق بار ہو جائے گی۔ اس پر اللہ رب العزت کا شکر ادا کیا۔ مسرت وانبساط کے جذبات سے مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کو فون کیا کہ صبح کورس کی اختتامی تقریب میں مبلغ اسلام مخدوم گرامی حضرت مولانا طارق جمیل دامت برکاتہم تشریف لائیں گے۔ وہ آٹھ بجے تشریف لائیں گے۔ آگے اسلام آباد ڈاکٹر سے چیک اپ کے لئے وقت طے ہے۔ اس میں تاخیر مشکل ہے۔ آٹھ بجے ان کے تشریف لاتے ہی بیان کا نظم بنالیں۔ مولانا نے خوشی کا اظہار کیا۔

قارئین! چالیس سال قبل شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوری ؒ کا وصال ہوا۔ آپ اس وقت عالمی مجلس کے امیر مرکزیہ تھے۔ ان دنوں عالمی مجلس کا ترجمان لولاک، ہفت روزہ تھا اور فیصل آباد سے شائع ہوتا تھا۔ ماہوار اشاعت ملتان سے بعد میں شروع ہوئی۔ فقیر راقم ان دنوں یعنی چالیس سال قبل بھی ہفت روزہ لولاک فیصل آباد کی بعض ذمہ داریوں پر فائز تھا۔ تب خوب یاد ہے کہ اس وقت کے تنظیم اہل سنت پاکستان کے مہتمم اعلیٰ امام اہل سنت حضرت مولانا سیّد نور الحسن شاہ بخاری ؒ کو عریضہ لکھا کہ: ہفت روزہ لولاک کی اشاعت کے لئے حضرت شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوری ؒ پر آپ تعزیتی مضمون تحریر فرمائیں: حضرت شاہ صاحب ؒ نے جواب میں ایک مختصر مگر کوثر وتسنیم سے دھلا ہوا ایک مضمون تحریر فرمایا۔ اب فقیر قارئین کو کیسے باور کرائے کہ حضرت سید نور الحسن شاہ بخاری کا کتنا نفیس اور اعلیٰ رسم الخط تھا۔ ان کا خط آبدار موتیوں کی مالا ہوتی تھی۔ اس مضمون میں حضرت شاہ صاحب ؒ نے حضرت بنوری ؒ کا ایک واقعہ تحریر کیا۔ مولانا نور الحسن شاہ ؒ فرماتے ہیں کہ کراچی کے سفر میں نیو ٹاؤن (اب بنوری ٹاؤن) حضرت بنوری ؒ سے ملنے کے لئے گیا۔ ملاقات پر عرض کیا کہ رحمت عالم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبرؓ پر مشترکہ کتاب لکھی ہے اس کا نام آپ (حضرت بنوری ؒ) تجویز فرمادیں۔ تو حضرت بنوری ؒ نے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ سر مبارک جھکایا، اگلے لمحہ سر اٹھایا اور فرمایا اس وقت ذہن میں کوئی نام نہیں آرہا۔ ذہن میں آ گیا تو خط کے ذریعہ اطلاع کردوں گا۔ حضرت مولانا سیّد نور الحسن بخاری ؒ نے فرمایا کہ میں سمجھا حضرت بنوری ؒ اتنے عدیم الفرصت انسان ہیں۔ انہیں کیسے یاد رہے گا۔ مشکل ہوگا۔ یہ تاثر لے کر واپس چلا آیا۔ لیکن میرے ملتان پہنچنے پر اگلے روز حضرت بنوری ؒ کا والا نامہ ملا۔ اس میں تھا کہ آپ کے جانے کے بعد خیال آیا کہ آپ اس کتاب کا نام ’’نبی وصدیق‘‘ رکھیں۔ چنانچہ سید نور الحسن بخاری ؒ نے فرمایا کہ میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ حضرت بنوری ؒ کتنے بڑے آدمی ہیں کہ روایتی طور پر جو سرسری وعدہ کیا اسے بھی نبھایا۔ پھر حضرت سید نور الحسن بخاری نے یہی نام اپنی کتاب کا تجویز فرمایا۔

قارئین! معافی چاہتا ہوں کہ آپ کو لمبا سفر کرا رہا ہوں۔ مبلغ اسلام حضرت مولانا طارق جمیل مدظلہ کے فون کے بعد مذکورہ بالا واقعہ فقیر کے ذہن میں گھومنے لگا کہ آج بھی اسلاف کی یادگار، ان کی روایات کے امین، ان کی تاریخ کے شاندار کردار، ان کے کام اور نام کو آگے بڑھانے اور مزید روشن کرنے اور چمکانے والے موجود ہیں۔ ہم بھی آج دنیا کے سامنے حضرت مولانا طارق جمیل کو پیش کر سکتے ہیں کہ نصف صدی بعد بھی شیخ الاسلام حضرت بنوری ؒ کے طریق کو شاہراؤں میں بدلنے والے، ان کی یادوں کی بارات کو سدا بہار بنانے والے، مبلغ اسلام حضرت مولانا طارق جمیل مدظلہ موجود ہیں۔ جنہوں نے ایک وعدہ فرمایا کہ ہرچند کہ روایتی وعدہ، سرسری طور پر موقع کے مناسب جو جواب موزوں تھا عنایت فرمادیا۔ لیکن مولانا کی عظمتوں کا اعتراف نہ کرنا زیادتی ہوگی کہ آپ نے اس سرسری وعدہ کو بھی یاد رکھا۔ جو فرمایا تھا وہ بھلائے نہیں بلکہ دل میں فیصلہ کرلیا کہ قدرت نے موقع دیا تو عہد کو نبھایا جائے گا۔

خیر مولانا کے تشریف لانے کی خبر سے دل ودماغ تو گلشن بنے۔ عطر بار یادوں نے کئی انگڑائیاں لیں۔ کتنے خوشیوں کے طوفان ساحل ذہن سے ٹکرانے

گئے۔فقیران الفاظ کے ذریعہ مولانا طارق جمیل کی بڑائی، بڑے پن اور بزرگانہ اداؤں کو جہاں خراج تحسین پیش کر رہا ہے وہاں ختم نبوت کانفرنس چناب نگر تشریف آوری کے لئے تمہید کے طور پر بھی اسے ادا کر رہا ہے۔اگر فقیر کی ان سطور کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرما کر حضرت مبلغ اسلام کے دل میں ڈال دیا اور وہ تشریف لائے تو منکرین ختم نبوت کی شاید ہدایت کا سامان ہو جائے۔ورنہ اتمام حجت تو ہماری طرف سے ہو جائے گا کہ یا اللہ! ہم ان گم گشتہ راہ لوگوں کو راہ راست پر لانے کے لئے دنیائے اسلام کے نامور سپوت، عالم اسلام کے بین الاقوامی مبلغ اسلام کو بھی سٹیج پر لا کر دعوت و تبلیغ کے فریضہ سے سبکدوش ہوئے۔

قارئین! میری دیوانگی آج اس واقعہ کے بیان کرنے سے سوا ہو رہی ہے۔اس وقت ملک بھر کی چار شخصیات کو ہمارے مسلک میں بین الاقوامی شہرت حاصل ہے:

۱:......الحاج حاجی عبدالوہاب صاحب ۲:......حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب

۳:......حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب ۴:......حضرت مولانا طارق جمیل صاحب

چاروں حضرات کا وجود ہمارے مسلک کے لئے ''عناصر اربعہ'' کا درجہ رکھتا ہے۔چاروں حضرات کے ذریعہ چار سو عالم، نور کی برسات کا سماں قائم ہے۔ چاروں حضرات اپنے اپنے فن کے امام اور یادگار زمانہ ہیں۔''ھؤلاء آبائی فجئنی بمثلھم '' کے طور پر ہمیں بھی ان کی قیادت نے میدان مبازرت میں قدم جمانے اور سینہ تاننے کا موقع دیا ہے۔

بات چلی تھی مؤخر الذکر کے تشریف لانے کی ہمت افزاء، قابل رشک ولائق تبریک مژدہ جانفزا سے کہ وہ کل تشریف لائیں گے۔انہیں حسین تمناؤں کو پہلو میں لئے ''نـم کـنـومة العروس '' کی ہمسائیگی میں چلا گیا۔(اس لئے کہ نوم کو بھی اخت الموت کہا گیا ہے۔)صبح چینے سے بیداری کی کیفیت میں اٹھے۔نماز پڑھی۔یاد اللہ کی توفیق سے بہرہ ور ہوئے۔کام میں جت گئے۔رفقاء نے ساتھیوں کو سات بجے ناشتہ کرا دیا۔اختتامی تقریب کا اجلاس عام شروع ہو گیا۔تلاوت و نظم کے بعد فقیر بھی سٹیج پر جا بیٹھا۔حضرت شجاع آبادی، حضرت دین پوری صاحبان اپنے اپنے امور کو سنبھالے ہوئے، سب کی نگرانی حضرت ثانی صاحب کر رہے ہیں کہ مین گیٹ سے مسجد و مدرسہ کے صحن میں تین گاڑیوں کا قافلہ آیا۔مولانا ثانی صاحب جلدی استقبال کو لپکے۔فقیر بھی حاضر ہوا۔تو ہمارے مخدوم مہمان گرامی، محسن و مکرم مبلغ اسلام، آبروئے تبلیغ دین حضرت مولانا طارق جمیل صاحب مہمان خانہ میں تشریف لے جا چکے تھے۔فقیر نے سرائیکی روایات کے مطابق گھٹنوں کو ہاتھ لگایا، مہمان مکرم نے سینہ سے لگایا۔بیٹھے تو ہمارے چہروں کی دمکتی خوشیوں کو دیکھ کر فرمایا کہ شاہی مسجد لاہور کے وعدہ کی قضا کے لئے حاضری ہوئی۔فقیر نے عرض کیا کہ کانفرنس کے وعدہ کی قضا تو کانفرنس میں شرکت سے ہی ادا ہو گی۔یہ تشریف آوری تو اس کا عہد نو ہے۔اس پر آپ نے قہقہہ لگایا جس نے تمام حاضرین کے دلوں میں محبتوں کے سمندر کو تلاطم خیز فرما دیا۔آپ نے فرمایا کہ کل ۱۱مئی ۲۰۱۸ء شام کے قریب مکان کے ملازم نے اطلاع دی کہ چند طلباء کراچی سے ملنے کے لئے دروازے پر کھڑے ہیں۔میں نے انہیں جلدی سے بلوا لیا۔مصافحہ ہوا۔پوچھا کہ تم کہاں پھر رہے ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ چناب نگر ختم نبوت کے کورس میں شرکت کے لئے اکیس روز سے آئے ہوئے تھے۔کورس ختم ہو گیا ہے کل واپسی ہے۔تو آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہو گئے۔میں نے ان سے پوچھا کہ کورس میں کتنے علماء و طلباء شریک ہوئے ہیں۔انہوں نے کہا کہ نو سو، تو حیرت افزاء مسرت ہوئی۔ان طلباء سے معلوم ہوا کہ تعلیم مکمل ہو گئی ہے۔اب کل آٹھ بجے اختتامی تقریب ہے۔تو اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ اس میں مجھے شرکت کرنا چاہئے۔بس دل میں داعیہ پیدا ہوا۔آپ (فقیر راقم) کا فون نمبر میرے پاس نہ تھا۔مولانا عبدالخبیر آزاد خطیب شاہی مسجد لاہور سے نمبر لیا۔آپ کو فون کیا۔اب حاضر ہو گیا ہوں۔فقیر نے عرض کیا کہ ہم سب، مسجد و مدرسہ، کورس، اس کے شرکاء، سٹیج سب کچھ آپ کے ہیں، آپ آج مالک بھی ہیں اور میزبان بھی۔آپ جیسے حضرات اس کام کے اور اکابر کی میراث کے وارث ہیں۔ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے بطور آلہ کے اس کے لئے توفیق سے سرفراز فرمایا ہے۔آپ کی مہربانی کہ آپ نے ہمارے سروں پر دست شفقت رکھا۔اس عزت افزائی پر ہمارا رُواں رُواں آپ کا شکر گزار ہے۔حضرت مولانا نے پانی کا ایک گلاس لیا، دوائی لی۔اسٹیج پر جانے کے لئے کھڑے ہوئے۔مسجد میں تشریف لانے پر سنت کے مطابق تحیۃ المسجد کے نوافل ادا فرمائے۔اسٹیج پر تشریف لائے۔قریباً پون گھنٹہ بڑی بشاشت قلبی سے رواں خطاب فرمایا۔ہمیشہ کی طرح آج بھی انہوں نے بیان کا سماں باندھ دیا۔ماضی قریب میں مولانا

ابوالکلام آزادؒ، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا سحبان الہند احمد سعید دہلویؒ، مولانا ظفر علی خانؒ کی خطابت کے چرچے رہے۔ ہر چندکہ ہم ان حضرات کی خطابت سے براہ راست بہرہ ور نہ ہوئے۔ البتہ مولانا قاضی احسان احمدؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا احتشام الحق تھانویؒ، آغا شورش کاشمیریؒ، نواب زادہ نصر اللہ خانؒ، علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ، سید مظفر علی شمسیؒ، سید اظہر حسن زیدیؒ، سید فیض الحسن شاہؒ اور مولانا مفتی محمودؒ ایسے خطیبوں کو سننے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اسی طرح ہمارے اس دور کے رفقاء بہت ہی خوش نصیب ہیں کہ وہ حضرت مولانا طارق جمیل کو سننے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ میں تقابل نہیں کر رہا لیکن حسن اتفاق تو آپ بھی سمجھیں گے کہ ایک وقت میں اگر حضرت امیر شریعتؒ کے نام پر لاکھوں کا اجتماع ہو جاتا تھا تو آج یہی مقام قدرت نے مولانا طارق جمیل کو ودیعت کیا ہے کہ ان کے نام پر لاکھوں کا اکٹھ ہو جاتا ہے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء!

اس پر ہم سب کو اللہ رب العزت کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ یہ عزت آپ کے مسلک کو اللہ تعالیٰ نے نصیب فرمائی ہے۔ نہیں اعتبار تو ان کے نام کا اعلان کر کے تجربہ کر لیجئے۔ فقیر دلائل نہیں دے رہا۔ واقعات کا سہارا لے رہا ہے۔ جو تاریخ کا حصہ ہیں۔ اور تاریخ بے رحم ہے کسی کا لحاظ نہیں کرتی۔

آج مولانا ابوالکلام آزادؒ کا طنطنہ، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی گھن گرج، مولانا سحبان الہند احمد سعید دہلویؒ کا اتار چڑھاؤ، مولانا ظفر علی خانؒ کا پیچ و تاب، مولانا قاضی احسان احمدؒ کی ادائیں، مولانا محمد علی جالندھریؒ کا سوز و ساز، مولانا احتشام الحق تھانویؒ کا الف لیلہ، آغا شورش کاشمیریؒ کی الٹ پلٹ، نواب زادہ نصر اللہ خانؒ کا حقائق و معلومات کا جوار بھاٹا، علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ کا بانکپن، سید مظفر علی شمسیؒ کی منظر کشی، سید اظہر حسن زیدیؒ کی تعبیرات کا بہاؤ، سید فیض الحسن شاہؒ کا مد و جزر اور مولانا مفتی محمودؒ کی پارلیمانی طرز ادا کا قدرتی اجتماع دیکھنا ہو تو مولانا طارق جمیل صاحب میں سب یکساں نظر آئے گا۔ پھر قدرت کی طرف سے ان پر یہ کرم کہ حکمرانوں سے عوام تک، طلباء، علماء، مشائخ، نواب، سیاستدان، امیر و غریب، گلوکار، کھلاڑی، اپنے، پرائے اور اندرون و بیرون ملک میں ان کی چاہت کی مثالیں اور قبولیت کی داستانیں عام ہیں۔ آج ۲۵ مئی روزنامہ جنگ کے ادارتی صفحہ پر معروف کالم نگار جناب عطاء الحق قاسمی کا مضمون چھپا ہے کہ ملک میں کوئی ایسا لیڈر نہیں جسے پورے ملک میں یکساں مقبولیت حاصل ہو۔ ان سے درخواست ہے کہ حضرت مولانا فضل الرحمن ایسے رہنما ہیں جو پورے ملک کے چاروں صوبوں، قبائل و کشمیر میں یکساں محبوبیت و مقبولیت رکھتے ہیں۔ لیکن ان کو تو آپ نے مانا نہیں۔ جیسا کہ ابھی مسلم لیگ نے فاٹا کے انضمام پر ان سے دھوکہ کیا ہے۔ چلو! ان کو نہیں مانا، نہ سہی۔ لیکن مبلغ اسلام حضرت مولانا طارق جمیل کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ جنہیں ملک کے چپہ چپہ اور چہار سو عالم، شش جہت ہفت اقلیم خطابت کا اس وقت امام و رہنما کے طور پر ان کے جاننے والا ہر شخص مانتا ہے۔ آواز خلق نقارہ خدا آخر اسی کو ہی تو کہتے ہیں۔

قارئین! میری دیوانگی نے مولانا کی قصیدہ خوانی کا روپ دھار لیا۔ لیکن جو میرے پر بیتی ہے کسی اور شریف انسان پر بیتتی تو وہ بھی یقیناً ایسے کرتا۔ ”من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ“ بھی فرمان قابل تسلیم و توجہ ہے۔ ضرور ہے۔ تو پھر مجھے معذور سمجھا جائے کہ ان کے احسان عظیم نے کہ بغیر دعوت کے خلاف توقع ان کی تشریف آوری پر یہ الفاظ کیا حق ادا کریں گے؟۔ مجھے تو ان کا سراپا سپاس گزار ہونا چاہئے، ویسے ان سے فقیر کی کئی نسبتیں قائم ہیں۔ فقیر حضرت رائے پوریؒ کے منظور نظر حضرت جالندھریؒ کا شاگرد ہے اور مبلغ اسلام، حضرت رائے پوریؒ کے محبوب خلیفہ حضرت حاجی عبدالوہاب کے ترجمان ہیں۔ حضرت مبلغ اسلام اگر حضرت رائے پوریؒ کے خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی شاہؒ کے خلیفہ مجاز ہیں تو انہیں حضرت سید نفیس الحسینیؒ سے غلامی و نیاز مندی کا فقیر کو بھی شرف حاصل ہے۔

حضرت مبلغ اسلام کو حضرات صحابہ کرامؓ اور حضرات اہل بیتؓ کی بطور خاص وکالت کا شرف حاصل ہے تو اسی اعزاز کے حصول کا فقیر بھی متمنی ہے۔ حضرت مبلغ اسلام سے انہی نسبتوں کا صدقہ ہے کہ فقیر آج بھی متذکرہ بالا اکابر کے ساتھ حضرت مبلغ اسلام کی بھی محبتوں کا اسیر بے دام ہے۔ تعبیرات کی ادائیگی کے تفاوت کو کفر و اسلام کے اختلاف کی کیفیت دے دینا غیر مناسب ہوگا۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ: ”عبارتنا شتّٰی و حسنک واحد“ وادیٔ عشق رسالتمآب ﷺ میں اپنے محبوب ﷺ کی اداؤں کے پھریرے بلند کرنے کی کاش ہمیں سعادت مل جاتی تو اس راہ کے سب مسافروں کے قدموں کی دھول بھی کیمیائے نظر ہو جاتی۔

قارئین! حضرت مبلغ اسلام کے خطاب کو میرے رفیق کار مولانا محمد وسیم اسلم نے محفوظ کرلیا ہے۔ آئندہ شمارہ میں آپ پڑھیں گے تو لطف اندوز ہوں گے۔ حکایت لذیذ بود دراز شد!

اختتامی تقریب کی رپورٹ:

مبلغ اسلام حضرت مولانا طارق جمیل کے بیان کے دوران تمام مہمانان گرامی تشریف لاچکے تھے۔ حضرت مبلغ اسلام تو بیان کے بعد اسلام آباد کے لئے روانہ ہوگئے۔ مولانا صاحبزادہ خلیل احمد کی زیر صدارت پروگرام جاری رکھا گیا۔ حضرت پیر طریقت مولانا حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی کے خلیفہ اجل، اکاس اکیڈمی لاہور کے بانی ومدیر گرامی حضرت ڈاکٹر شاہد اویس اور جامعہ دارالقرآن کے شیخ الحدیث مولانا عزیز الرحمٰن رحیمی کے ایمان پرور بیانات ہوئے۔

ہمارے بہت ہی قابل احترام، ملک عزیز کے نامور عالم دین، مفتی اور نعت خوان رسول مقبول ﷺ جناب مولانا شاہد عمران عارفی نے اپنے سوز دروں میں ڈوبے عشق رسالت مآب ﷺ کلام وہدیہ نعت پیش کیا تو مسجد ومدرسہ کے در و دیوار جھوم اٹھے۔ پورے کورس کے نگران اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی تھے۔ آج انہوں نے سٹیج کے نظم کو بھی شاندار طریقہ پر چلایا۔ کورس کے شرکاء کو رول نمبروں کے اعتبار سے بلاتے گئے اور مندرجہ ذیل مہمانوں کے ہاتھوں ان کو سندات اور کتابیں دی گئیں۔ جن حضرات کے ہاتھوں سندات دلوائی گئیں ان کے نام یہ ہیں:

حضرت میاں رضوان نفیس (لاہور)، حضرت قاضی محمد ہارون (راولپنڈی)، حضرت مولانا محمد ارشاد اعظم (کراچی)، حضرت مولانا محمد حسین (کراچی)، حضرت مولانا مفتی محمد ظفر اقبال (چیچہ وطنی)، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن رحیمی (فیصل آباد)، حضرت مولانا سیف اللہ خالد (چنیوٹ)، حضرت قاری عبدالحمید حامد (چنیوٹ)، حضرت مولانا ملک خلیل احمد (چنیوٹ)، حضرت مولانا قاری ظہور احمد (لاہور)، حضرت قاری سعید وقار (لاہور)، حضرت مولانا شاہد عمران عارفی، جناب خالد مسعود ایڈووکیٹ، حضرت مولانا سعد اللہ لدھیانوی (ٹوبہ ٹیک سنگھ)، مولانا محمد حنیف عثمانی (فیصل آباد)، حضرت پیر صفدر حسین (چنیوٹ)، حضرت پیر غلام دستگیر فاروقی (لاہور)، حضرت مولانا محمد عارف (چنیوٹ)، حضرت مفتی محمد افضال (چنیوٹ)، حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی (ملتان)، حضرت مولانا غلام مصطفیٰ (چناب نگر)، جناب میاں محمد معصوم (قصور)، میاں محمد رمضان بگھیلا (ہڑپہ)

یاد رہے کہ کورس کے دوران شرکاء کو پورے دورانیہ میں تقاریر وبیانات کا موقع دیا جاتا ہے۔ اس کی نگرانی مولانا فقیر اللہ اختر کے ذمہ ہوتی ہے۔ چنانچہ جہاں تحریری امتحان میں پوزیشن ہولڈرز حضرات کو خصوصی انعامات دیئے جاتے ہیں وہاں تقریری مقابلہ کے پوزیشن ہولڈرز حضرات کو بھی خصوصی انعامات دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ مقابلہ کا امتحان پاس کرنے والوں کا نقشہ یہ ہے:

تقریری مقابلہ ...... پوزیشن ہولڈر طلباء کرام

نمبر شمار	رول نمبر	نام مع ولدیت	ضلع	حاصل کردہ نمبر	
1	327	محمد سرفراز بن غلام یاسین	سرگودھا	88	اوّل
2	869	عبدالغفار بن عبیداللہ	وہاڑی	87	دوم
3	576	اسداللہ بن شادی خان	کراچی	86	سوم

تحریری امتحان ...... پوزیشن ہولڈر طلباء کرام

نمبر شمار	رول نمبر	نام مع ولدیت	ضلع	حاصل کردہ نمبر	
1	449	مہتاب عالم بن شمس الہادی	کراچی	274	اوّل
2	885	سعداللہ بن تنویر احمد	کراچی	255	دوم
3	555	محمد اعجاز بن محمد محبوب	کراچی	254	سوم

ان چھ پوزیشن ہولڈرز حضرات کو مہمان خصوصی حضرت ڈاکٹر شاہد اویس اور صدر اجلاس مولانا صاحبزادہ خلیل احمد نے انعامات اپنے دست برکت سے عنایت کئے۔ آخر میں صدر اجلاس کی ایمان پرور دعا سے تقریب سعید کا اختتام ہوا۔ فالحمد للہ اوّلاً وآخراً! وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

چار علماء ومشائخ کا سانحہ ارتحال

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

مولانا قاری منظور الحق صاحبؒ:

مولانا قاری منظور الحق صاحب ۴؍مئی ۲۰۱۸ء کو وصال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ لاوہ تلہ گنگ کے حضرت مولانا قاری منظور الحق صاحب حیدرآباد میں خطیب مقرر ہوئے۔ جامع مسجد لطیف آباد نمبرے میں عرصہ تک خطیب رہے۔ آپ نے خطابت کے دوران عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی رہنما حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے حکم پر اپنی مسجد میں دفتر قائم کیا جو ربع صدی تک قائم رہا۔ حضرت جالندھریؒ، حضرت مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد حیاتؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا قاضی اللہ یار خانؒ، مولانا محمد شریف بہاول پوریؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ ان کی دعوت پر حیدرآباد کے تبلیغی اسفار کرتے، خوب بھرپور تبلیغی سرگرمیاں ان کے مبارک عہد میں رہیں۔ آپ مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد کے ناظم عمومی رہے۔ جب مجلس کا ملکیتی دفتر حیدرآباد لطیف آباد نمبر۲ آفو بھان روڈ پر قائم ہوا تو محترم قاری صاحب ایک تو فاصلہ کے باعث، پھر یہ کہ آپ نے پولٹری فارم قائم کرلیا، اس سے مصروفیات اتنی زیادہ ہوگئیں جس کے باعث مجلس کی ذمہ داریوں کو پورے طور پر نبھانہ سکتے تھے، لیکن مجلس سے احترام محبت واخلاص وسرپرستی وتعاون واپنائیت میں ذرہ برابر کمی نہ آنے دی۔

اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے تصوف کی لائن اختیار کی تو چکوال کے معروف پیر طریقت حضرت حافظ غلام حبیب سے وابستہ ہوئے، خلافت سے بھی سرفراز ہوئے۔ حضرت قاری منظور الحق صاحب بہت ہی درویش صفت، اجلی سیرت کے انسان تھے۔ زندگی بھر، بھرپور محنت کے خوگر رہے، پہلے سائیکل پھر موٹر سائیکل کے ذریعہ ان کی سرگرمیاں پوری ہوتیں۔ سفید لباس، گھنی داڑھی، طرہ دار پگڑی، موٹے شیشوں والی عینک یہ آپ کی پہچان تھی، بڑے جی دار انسان تھے۔

انسان دوستی اور دوست پروری میں کمال حاصل تھا۔ تصوف کی لائن اختیار کی تو کئی حضرات کے مرشد ٹھہرے۔ پچھلے سال فقیر راقم کی جامعہ حنفیہ چکوال کے سالانہ روحانی اجتماع پر آپ سے اچانک ملاقات ہوئی تو ایک دوسرے کو دیکھ کر حیرت انگیز خوشی ہوئی۔ دیر تک حالات پوچھتے رہے، امسال غالباً مارچ ۲۰۱۸ء میں خانیوال حضرت خلیفہ عبدالمالک صدیقی کی خانقاہ عالیہ کے روحانی اجتماع پر بھی ملاقات ہوئی۔

کل پرسوں معلوم ہوا کہ موصوف حیدرآباد سے اپنے آبائی گاؤں لاوہ تشریف لائے ہوئے تھے کہ فرشتہ اجل نے آن گھیرا اور وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر آخرت کے ابدی سفر پر روانہ ہوگئے۔ حضرت حافظ غلام حبیب احمد کی خانقاہ عالیہ کے سجادہ نشین حضرت پیر عبدالرحیم نقشبندی نے جنازہ پڑھایا اور ومنها نخرجكم تارة اخرىٰ کے لئے سراپا محو انتظار ہوگئے۔ ان کے وصال سے بہت بڑا خلا واقع ہوا، ان کا وجود اسلاف اور موجودہ دور کے علماء کے لئے سنگم کا درجہ رکھتا تھا، ان کی وفات عقیدۂ ختم نبوت کے بے لوث پچاس سالہ مجاہد کی وفات ہے۔ وہ کیا گئے کہ بس اب یادوں کی بارات بھی بغیر دولہا کے پھیکی پھیکی پڑگئی۔ رحمت حق سے ان کی قبر مبارک ہمیشہ شرابور رہے۔ آمین۔ بحرمۃ النبی الکریم۔

شیخ الحدیث مولانا صوفی محمد سرورؒ:

حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب ۱۵؍مئی ۲۰۱۸ء کو وصال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا صوفی محمد سرور مشرقی پنجاب سے تعلق رکھتے تھے۔ ہمارے مخدوم اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق امیر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ سے آپ کی عزیزداری بھی تھی۔ ہمارے مخدوم حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کے سینکڑوں شاگردوں میں سے چار شاگرد ایسے تھے، جنہوں نے نہ صرف ملک گیر شہرت حاصل کی بلکہ اپنے اپنے دائرہ کار کے امام تسلیم کئے گئے۔

تقسیم ملک سے قبل حضرت مولانا محمد علی جالندھری اور حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوری ہر دو حضرات حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کے نہ صرف شاگرد رشید تھے بلکہ ان دونوں حضرات کو یہ اعزاز بھی حاصل تھا کہ فراغت کے بعد اپنی مادر علمی خیر المدارس جالندھر میں اپنے استاذ کی سرپرستی میں پڑھاتے بھی رہے، آگے چل کر ختم نبوت کے محاذ پر قدرت نے حضرت مولانا محمد علی جالندھری سے مثالی کام لیا اور شعبہ تدریس میں یہی اعزاز حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوری کو نصیب ہوا۔

تقسیم کے بعد حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ کے جن دو شاگردوں نے یہ اعزاز برقرار رکھا' ان میں ایک شیخ الحدیث حضرت مولانا شیخ نذیر احمدؒ اور دوسرے حضرت مولانا شیخ الحدیث صوفی محمد سرور صاحب ہر دو حضرات حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ کے نہ صرف شاگرد تھے بلکہ دونوں حضرات کو

پہلے حضرات کی طرح یہ اعزاز بھی حاصل ہوا کہ فراغت کے بعد اپنے مادر علمی خیرالمدارس ملتان میں اپنے گرامی قدر استاذ محترم کی زیر سرپرستی تدریس کا موقع ملا۔ ان چار نقوش کہنہ میں سے آخری فرد حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب تھے، اب وہ بھی اللہ رب العزت کے حضور چل دیئے۔

مولانا صوفی محمد سرور صاحب جس زمانہ میں خیرالمدارس پڑھاتے تھے، اس زمانہ میں ملتان میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے خلیفہ اجل حضرت الحاج محمد شریف صاحبؒ تربیت وسلوک کے حوالہ سے بڑا نام رکھتے تھے۔ حضرت صوفی محمد سرور صاحب نے ان سے بیعت کا شرف حاصل کیا اور انہیں سے ہی تصوف وسلوک کی منزلیں طے کر کے مسند خلافت پر براجمان ہوئے۔

خیرالمدارس میں تدریس کے دوران اپنے ہم عصر حضرت مولانا نذیر احمد صاحب کا ساتھ نصیب رہا۔ اس کے بعد آپ دارالعلوم کبیر والا میں تشریف لائے تو حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی ایسے اپنے ساتھی کی صحبت نصیب رہی، اس زمانہ کے صوفی صاحب کے بیسیوں ایسے شاگرد ہوں گے جو اس وقت شیخ الحدیث کے منصب جلیل پر فائز ہیں۔ اس کے بعد حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور تشریف لائے، جامعہ اشرفیہ ایسے وقیع ادارے میں آپ اس وقت شیخ الحدیث کے منصب پر فائز تھے۔ مولانا صوفی محمد سرور صاحب جہاں ایک نامور، کہنہ مشق ہردلعزیز استاذ اور کامیاب مدرس تھے، وہاں آپ نے تصوف کی دنیا میں بھی وہ کارہائے نمایاں اور مخلوق کو خالق سے جوڑنے کا وہ سنہری ریکارڈ قائم کیا کہ اس پر ان کو جتنا خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔

مولانا صوفی محمد سرور صاحب سے خواص بالخصوص حضرات علماء کرام ومفتیان عظام نے تصوف کے مدارج طے کئے۔ اس وقت حضرت تھانویؒ کے طرز پر اصلاح اور نظام تصوف کو ترویج دینے میں حضرت صوفی صاحب گنے چنے افراد میں شامل تھے۔ جن پر تصوف کو بھی اعتماد تھا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب کے وصال سے دنیا ایک عالم ربانی، مصلح امت، نامور شیخ الحدیث سے محروم ہوگئی، حق تعالیٰ مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائیں ان کے صاحبزادہ مولانا عتیق الرحمن کو ان کا صحیح معنوں میں جانشین اور ان کے قائم کردہ ادارہ جامعہ عبداللہ بن مسعود گجومتہ لاہور کو سدا بہار فرمائیں۔ آمین۔

مولانا عبدالرحمنؒ شاہ جمالی:

حضرت مولانا عبدالرحمن شاہ جمالی ضلع مظفرگڑھ کے رہائشی تھے۔ تقسیم کے بعد مشرقی پنجاب سے آکر یہاں آباد ہوئے، آپ نے قرآن مجید دیوبند میں حفظ کیا۔ ہندوستان کے نامور عالم دین حضرت مولانا مشتاق احمد چرتھاولی سے ایک زمانہ واقف ہے، آپ کی کئی کتابیں اس وقت درس نظامی میں وفاق المدارس کے نصاب کا حصہ ہیں، انہیں مولانا مشتاق احمد چرتھاولی سے مولانا عبدالرحمن نے صرف ونحو پڑھی۔ دورۂ حدیث شریف غالباً جامعہ اشرفیہ سے کیا۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ نے بھی آپ کو سند حدیث کی اجازت سے نوازا تھا۔ مولانا عبدالرحمن شاہ جمالی کی یہ خوبی تھی کہ اپنی اولاد کو علم دین سے بہرہ ور کیا جو اس وقت فیصل آباد، گوجرہ اور لاہور جیسے شہروں میں دینی مکاتب ومدارس کے نظام کا حصہ ہیں۔

مولانا عبدالرحمن شاہ جمالی اپنے بھرپور عہد جوانی میں سیالکوٹ کے ضلع کے دیہات میں خطابت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ سیالکوٹ ضلع کی گورداسپور سے حدود ملتی ہیں، قادیان گورداسپور میں واقع ہے۔ تقسیم کے بعد قادیان کے قادیانیوں نے لائن عبور کی اور سیالکوٹ کے ضلع میں ٹڈی دل کی طرح پھیل گئے۔ اس زمانہ میں حضرت مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی، حضرت پیر جماعت علی شاہ علی پوری، مولانا حافظ محمد شفیع سنکھترہ، حضرت مولانا محمد اسماعیل سیالکوٹ، حضرت مولانا نذیر احمد سنکھترہ، حضرت مولانا فیروز خان، مولانا عبداللطیف ڈسکہ، مولانا ڈاکٹر خالد محمود سیالکوٹی، حضرت مولانا بشیر احمد پسروری، سائیں محمد حیات پسروری، ایسے حضرات نے قادیانیت کے ٹڈی دل کا رخ موڑنے میں مثالی کردار ادا کیا۔ آگے چل کر انہیں حضرات کے خدمت ختم نبوت کے فریضہ کے تسلسل کو برقرار رکھنے میں اپنے طور پر مولانا عبدالرحمن شاہ جمالی نے شاندار کردار ادا کیا۔ اس زمانہ میں آپ کے قادیانی خرانٹ اور گھاگ مربیوں سے مناظرے ہوئے، آپ اتنے ٹھنڈے مزاج کے انسان تھے کہ قادیانیوں کو شطرنج کے مہروں میں پھنسانے میں مولانا محمد حیات فاتح قادیان کی یاد تازہ کردیا کرتے تھے۔ فقیر راقم نے آپ کو شباب کے نصف النہار پر دیکھا ہے۔ حضرت مولانا لال حسین اختر، حضرت مولانا محمد حیات صاحب سے ملنے کے لئے ملتان دفتر تشریف لاتے۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھری سے ہدایات لیتے۔ حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر سے تو آپ کا یارانہ تھا، اس زمانہ میں راقم کی ان سے یاد اللہ قائم ہوئی جو آخری وقت تک قائم رہی۔ اس دور میں آپ نے ردقادیانیت پر کئی رسائل بھی لکھے۔ جب ملاقات ہوتی تو ہم پیالہ وہم مشرب ہونے کے ناتے اکثر اس عنوان پر گھنٹوں مجلس جاری رہتی۔ اس زمانہ میں ہی آپ نے ردقادیانیت پر ایسی بھرپور تیاری کی کہ بڑے سے بڑے قادیانی کھلاڑی کا آپ کا سامنا کرنے سے پتہ پانی ہوجاتا تھا۔

مولانا عبدالرحمنؒ شاہ جمالی ہمارے مخدوم حضرت سید نفیس الحسینیؒ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی سے مجاز بھی تھے۔ بڑھاپے نے

گھیرا تو اپنے بیٹے مولانا عتیق الرحمٰن کے ساتھ ٹاؤن شپ لاہور مدرسہ مخزن العلوم میں رہائش رکھ لی تھی۔ آپ کی تبلیغی سرگرمیاں یہاں جاری رہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے رفقاء ان سے برابر رابطہ میں رہتے اور ان کی علمی خدمات سے بھرپور فائدہ بھی اٹھاتے رہے، کچھ عرصہ قبل کسی جلسہ کے بہانہ سے فقیر کو بھی ان کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اب کراچی میں تھا کہ ۱۸رمئی ۲۰۱۸ء کو فون پر ان کے وصال کی خبر ملی۔ دل پر بجلی سی گری کہ قریباً پون صدی ماضی قریب کی تاریخ گم گشتہ ہوگئی۔ مولانا عبدالرحمٰنؒ شاہ جمالی واقعتاً ایک ایسے درویش اور خدا مست انسان تھے جنہیں دیکھ کر سیّدنا ابوذر غفاریؓ کی زندگی کی ریل سامنے چلنا شروع ہوجاتی تھی۔ دعا ہے کہ آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ انہیں جوار غفاریؓ نصیب فرمائیں۔ وما ذالک علی اللّٰہ بعزیز۔

پیر طریقت حضرت مولانا عبدالغفورؒ صاحب:

پیر طریقت حضرت مولانا عبدالغفور صاحب ۱۸رمئی ۲۰۱۸ء کو وصال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور کے فارغ التحصیل تھے۔ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ ایسے نابغہ روزگار اکابر سے نسبت تلمذ آپ کو حاصل تھا۔ آپ کا بیعت کا تعلق حضرت مولانا محمد عبداللہ حضرت ثانیؒ سے تھا۔ آپ کا شمار حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کے رفقاء میں ہوتا تھا۔ آپ نے خانقاہ سراجیہ میں عرصہ تک تدریس بھی کی۔ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد آپ کے اولین شاگردوں میں شامل ہیں۔

آپ نے ٹیکسلا میں مدرسہ عربیہ سراجیہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ قریب کی جامع مسجد میں آپ خطابت کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ اسی مدرسہ سراجیہ میں ہی آپ کی خانقاہ اور رہائش بھی تھی۔ مخدوم المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ نے آپ کو خلافت سے سرفراز کیا۔ مولانا عبدالغفور صاحب ثقہ مدرس اور ماہر فنون شیخ الکل تھے۔ آپ عالم ربانی تھے، آپ کو دیکھ کر فقر ابوذریؓ، سوز وساز رومیؒ اور پیچ وتاب رازیؒ کا پَرتو سامنے آجاتا۔ متوسط قد، منحنی وجود کے حامل تھے، ابرو دراز، پلکیں لمبی، پیشانی نورانی، چہرہ سلیمانی اور عادات کرمانی رکھتے تھے۔ آپ کی زندگی زہد وتقویٰ سے عبارت تھی۔ چہرہ پر ہروقت مسکراہٹ رہتی تھی، بات کرتے تو پوری توجہ سامع کی طرف ہوتی تھی، لباس اجلا اور خود ملکوتی سیرت سے بہرہ ور تھے۔

ان کا وجود اس دھرتی پر عالم ربانی کا وجود تھا حق تعالیٰ نے آپ کو خوبیوں کا مجموعہ بنایا، آپ نے ایک مبلغ و داعی ہونے کے ناتے اہل علاقہ کی وہ خدمت کی جو تاریخ کے ایک سنہری باب سے کم نہیں، وہ چلتے پھرتے اس دھرتی پر علم وعمل کی تصویر تھے، ان کے وجود کو حق تعالیٰ نے خیر اور خوبیوں کا مرقع وگلدستہ بنایا تھا۔ اپنے مشائخ اور خانقاہ سراجیہ سے انہیں عشق تھا۔ حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ کی زندگی میں رمضان شریف خانقاہ شریف میں گزارنا ان کا معمول تھا۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب جب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نائب امارت اور پھر امارت کے منصب پر فائز ہوئے تو عقیدۂ ختم نبوت کی پاسبانی کی یہ نسبت شیخ بھی مولانا عبدالغفور میں منتقل ہوئی۔ حضرت خواجہ صاحب کی زندگی اور ان کے وصال کے بعد بالخصوص پشاور، راولپنڈی واسلام آباد، چناب نگر، ایبٹ آباد وغیرہ کی کوئی ایسی ختم نبوت کانفرنس نہ ہوتی جس میں آپ شرکت نہ فرمائیں۔ تمام تر عوارض کے باوجود ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے شرکاء کو اپنی شرکت سے ضرور ممنون فرماتے۔

حضرت مولانا محمد علی مونگیری، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری، مولانا خواجہ خان محمد، مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید، حضرت نفیس الحسینی رحمہم اللہ تعالیٰ کے بعد ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے لوگوں کے لئے آپ کا وجود انعام الٰہی تھا کہ ہر ایک کے لئے غائبانہ دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے تھے۔

مسجد اور شہر کے مدرسہ کے علاوہ اب باہر کالونی میں بھی عالیشان مدرسہ ومسجد قائم کئے جو اس وقت سدابہار ہیں۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کے وصال کے بعد آپ مرشد العلماء کے منصب پر فائز تھے، علماء کرام، اساتذہ کرام، مشائخ، مدرسین و خطباء کی ایک جماعت نے آپ سے کسب فیض کیا۔ اس بڑھاپے اور اعذار کے باوجود آخری وقت تک خانقاہ سراجیہ حاضری کی روایت پر عمل پیرا رہے، اسے کہتے ہیں: الاستقامۃ فوق الکرامۃ اور اس زمانہ میں آپ اس کا صحیح مصداق تھے۔

قارئین! خدا لگتی عرض کرتا ہوں کہ اس وقت وہ کرۂ ارض پر خاصان محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل تھے، آپ اتنے بڑے عاشق رسول تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک مجلس میں آتے ہی آپ کے چہرہ پر آنسو کی جھڑی لگ جاتی تھی۔ اس کیفیت ونسبت میں بھی وہ اپنے شیخ حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ کا مکمل طور پر پَرتو تھے۔ کچھ عرصہ قبل بیمار ہوئے اسلام آباد کمپلیکس میں داخل رہے اور پھر گھر آگئے، پہلے ہی دبلے پتلے تھے، اب بستر علالت پر بالکل نوری وجود کے حامل ہوگئے تھے۔ اب یادیں رہ گئیں۔ ۱۹رمئی کو جنازہ ہوا جو آپ کے چھوٹے صاحبزادہ اور خادم خاص حضرت مولانا عبدالہادی نے پڑھایا۔ چہار سو سے جنازہ میں خلق خدا کی شرکت، علماء ومشائخ کا جم غفیر گویا انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا۔ اسے کہتے ہیں: ”عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے“ حق تعالیٰ ان کے جانے کے بعد بھی ان کے جاری کردہ خیر کے کاموں کو جاری رکھیں۔ وھو علیٰ کل شیء قدیر۔ آمین۔ ☆☆

شوال کے چھ روزے.... فضائل وبرکات

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو شخص رمضان المبارک کے روزے رکھے اور پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے بھی رکھے تو وہ ہمیشہ روزہ رکھنے والے کی مانند ہوگا۔ (مشکوٰۃ،ص:۱۷۹)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان المبارک کے بعد شوال کے چھ روزے رکھنا جنہیں ”شش عید کے روزے“ بھی کہا جاتا ہے، بہت بڑے اجر وثواب اور برکت وفضیلت کی چیز ہے۔

اس حدیث پاک کی شرح میں علامہ طیبیؒ شارح مشکوٰۃ فرماتے ہیں:

”ان چھ روزوں کو صوم دہر کی مثل اس لئے فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر نیکی پر دس گنا ملتا ہے، تو یہ تشبیہ مبالغہ اور شوال کے چھ روزوں پر ترغیب وتحریص کے لئے بیان فرمائی گئی ہے۔“

(طیبی،ج:۴،ص:۱۸۲)

مطلب یہ ہے کہ شوال کے چھ روزے رکھنے پر یہ ثواب محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حاصل ہوتا ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک نیکی پر دس گنا اجر ملتا ہے، اور جب کسی نے رمضان المبارک کے تیس روزے رکھنے کے بعد شوال کے چھ روزے بھی رکھ لئے تو اس کے کل چھتیس روزے ہوگئے، اور ہر روزے پر دس روزوں کے ثواب کا وعدہ ہے، لہٰذا چھتیس کو دس کے ساتھ ضرب دیں تو تین سو ساٹھ ہوجاتے ہیں اور قمری سال کے تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں، لہٰذا چھتیس روزے رکھنے پر اسے تین سو ساٹھ روزوں کا ثواب عطا فرمادیں گے۔

حاصل یہ کہ رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے رکھنے پر ”الحسنۃ بعشر امثالہا“ کے اصول کے تحت اسے پورے سال کے روزوں کا ثواب حاصل ہوگیا اور اگر وہ ہر سال اس طرح کرتا ہے تو اسے زندگی بھر روزے رکھنے کا ثواب حاصل ہوگا۔

مالک کا کیا ہی کرم واحسان اور فضل وعنایت ہے کہ سال بھر میں صرف چھتیس دن روزے رکھنے پر پورا سال روزہ رکھنے کا ثواب عنایت فرماتے ہیں۔

ان روزوں کے سلسلے میں بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اولیٰ وافضل یہ ہے کہ رمضان کے فوراً بعد یعنی شوال کی دوسری تاریخ سے لے کر ساتویں تاریخ تک مسلسل روزے رکھے جائیں تو یہ فضیلت و برکت حاصل ہوگی۔

جبکہ امام الائمہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایسی کوئی شرط نہیں ہے، بلکہ متفرق و مسلسل جس طرح ممکن ہو، پورے مہینے میں چھ روزے رکھ لئے جائیں تو یہ اجر وثواب حاصل ہوجائے گا۔

چنانچہ اس بارے میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی قدس سرہ ”اوجز المسالک“ شرح موطا امام مالکؒ میں لکھتے ہیں:

”ان کے استحباب میں کوئی اختلاف نہیں، جب استحباب ثابت ہوگیا تو پھر چاہے مسلسل رکھے جائیں یا متفرق، شروع مہینے میں ہوں یا آخر میں، یہ فضیلت حاصل ہوگی، کیونکہ حدیث میں ایسی کوئی قید نہیں ہے، اس لئے کہ یہ چھ، تیس دنوں کے ساتھ مل کر چھتیس بنتے ہیں اور یہ مقصد مسلسل ومتفرق دونوں صورتوں میں حاصل ہے۔“ (موطا،ج:۳،ص:۹۶)

اس کے علاوہ درمختار میں ہے:

”شوال کے روزے متفرق طور پر رکھنا مستحب ہے اور مختار یہی ہے کہ پے در پے رکھنا بھی مکروہ نہیں ہے۔“

بہرحال جس طرح ممکن ہو یہ روزے رکھنا چاہئیں، اس لئے کہ ان روزوں کی فضیلت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد ارشادات عالیہ وارد ہوئے ہیں، چنانچہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی قدس سرہ نے شرح موطا میں منذریؒ کے حوالے سے ایک اور حدیث نقل فرمائی ہے:

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے رمضان کے روزے رکھنے کے بعد شوال کے چھ روزے رکھ لئے تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہوگیا، جیسے وہ ماں کے پیٹ سے پیدائش کے دن پاک تھا۔“

☆☆......☆☆

نماز.... دین کا اہم ستون

محمد حامد سراج

ایمان کے بعد سب سے اہم رکن نماز ہے، جب ایک انسان اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرتا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا نبی اور رسول مانتا ہے اور اس کے قلب میں اور زبان پر یہ الفاظ موجزن ہوتے ہیں: ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' تو اس اقرار کے ساتھ ہی اس پر پانچ وقت کی نمازیں فرض ہو جاتی ہیں اور ان کا اپنے وقت پر اہتمام اور خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرنا اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اس دور پُرفتن میں اس رکن کا کہاں تک خیال رکھا جاتا ہے اور اسے قائم کرنے کا لوگ کتنا اہتمام کرتے ہیں، بے راہ روی اور غفلت کا یہ عالم ہے کہ کاروبار دنیا میں غرق ہو کر، ہم نماز جیسی اہم عبادت سے دور ہوتے چلے جا رہے ہیں اور یہ دوری خدا سے دوری ہے اور خدا سے دوری بربادی وہلاکت ہے۔

میں اپنے اس مضمون میں نماز کی اہمیت، اس کے چھوڑنے پر وعید، عتاب، جماعت کا اہتمام، جماعت چھوڑنے پر عتاب اور خشوع وخضوع، ان موضوعات پر لکھنے کے بعد خدا کے ان برگزیدہ اور جلیل القدر اصحاب کا ذکر کروں گا جن کی نماز کامل اور اکمل ترین ہوتی تھی، وہ آج بھی ہمارے لئے نمونہ اور مشعل راہ ہے۔

تاریخ ایک آئینہ ہے، ماضی کے واقعات ایک کڑی کی حیثیت رکھتے ہیں اگر کسی ایک کڑی کو بھی چھوڑ دیا جائے تو عمارت بدنما اور نامکمل نظر آتی ہے۔

ہمیں اپنے اسلاف کے کارناموں کو سامنے رکھ کر اپنی زندگیوں کو اخلاق حمیدہ سے مزین کرنا چاہئے، چہ جائیکہ ہم فرنگی، اس کے نظام، ان کے اطوار، ان کی عادات اپناتے چلے جائیں اور اسلام سے یہ دوری ہمیں کہیں کا نہ چھوڑے اور ہم ان اندھیروں میں بھٹکتے رہیں جہاں روشنی کی کرن کا تصور بھی ناممکن ہو۔

نماز کی اہمیت

ابوعثمانؒ کہتے ہیں کہ میں: ''حضرت سلمانؓ کے ساتھ ایک درخت کے نیچے تھا، انہوں نے اس درخت کی ایک خشک ٹہنی کو پکڑ کر حرکت دی، جس سے اس کے پتے گر گئے، پھر مجھ سے کہنے لگے ابوعثمان تم نے مجھ سے یہ نہ پوچھا کہ میں نے یہ کیوں کیا، میں نے کہا بتا دیجئے کیوں کیا؟ انہوں نے کہا: میں ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک درخت کے نیچے تھا، آپؐ نے بھی درخت کی ایک خشک ٹہنی پکڑ کر اس طرح کیا تھا، جس سے اس ٹہنی کے پتے گر گئے تھے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ سلمان پوچھتے نہیں کہ میں نے اس طرح کیوں کیا؟ میں نے عرض کیا بتا دیجئے کیوں کیا؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا تھا کہ جب مسلمان اچھی طرح سے وضو کرتا ہے پھر پانچوں نمازیں پڑھتا ہے تو اس کی خطائیں اس سے ایسے ہی گر جاتی ہیں، جیسے یہ پتے گرتے ہیں، پھر آپؐ نے قرآن کریم کی آیت: ''اقم الصلوٰۃ طرفی النہار'' تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ قائم کر نماز کو دن کے دونوں سروں میں اور رات کے کچھ حصوں میں، بیشک نیکیاں دور کر دیتی ہیں گناہوں کو، یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے۔'' (رواہ احمد والنسائی والطبرانی)

حضرت ابوہریرہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک بار ارشاد فرمایا کہ بتاؤ ایک شخص کے دروازہ پر ایک نہر جاری ہو جس میں وہ پانچ مرتبہ روزانہ غسل کرتا ہو، کیا اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہے گا؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ کچھ بھی نہیں رہے گا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی حال پانچ نمازوں کا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے گناہوں کو زائل کر دیتا ہے۔

(رواہ البخاری ومسلم وترمذی وابن ماجہ)

حضرت ابودرداؓ فرماتے ہیں کہ جب آندھی چلتی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فوراً مسجد میں تشریف لے جاتے اور جب تک آندھی بند نہ ہو جاتی مسجد سے نہ نکلتے۔

حضرت صہیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ پہلے انبیاءؑ کا بھی یہی معمول تھا کہ ہر پریشانی کے وقت نماز کی طرف مشغول ہو جاتے تھے۔

حضرت ابن عباسؓ ایک مرتبہ سفر میں تھے، راستہ میں اطلاع ملی کہ بیٹے کا انتقال ہو گیا، اونٹ سے اترے، دو رکعت نماز ادا کی پھر انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پڑھا اور پھر کہا کہ ہم نے وہ کیا جس کا حکم اللہ نے دیا ہے اور قرآن پاک کی آیت ''واستعینوا بالصبر

والصلوٰۃ ''(اور مدد طلب کرو نماز اور صبر کے ساتھ) تلاوت کی۔

ابن سیرینؒ کہتے ہیں کہ اگر مجھے جنت کے جانے میں اور دو رکعت نماز پڑھنے میں اختیار دیا جائے تو میں دو رکعت کو ہی اختیار کروں گا۔

امام غزالیؒ ''کیمیائے سعادت'' میں لکھتے ہیں: قیامت کے دن سب سے پہلے جو چیز دیکھی جائے گی نماز ہی ہوگی، اگر مکمل ہوگی اور شرائط کے مطابق ادا کی گئی ہوگی تو اس کی پذیرائی ہوگی اور دوسرے تمام اعمال اس کے تابع ہوں گے اور جیسے بھی ہوں گے قبول کرلئے جائیں گے لیکن اگر اس چیز کو ناقص پایا گیا تو اس کے دوسرے اعمال سمیت اس کے منہ پر دے مارے جائیں گے۔

حضرت شقیق بلخیؒ مشہور صوفی بزرگ ہیں، فرماتے ہیں کہ ہم نے پانچ چیزیں تلاش کیں، ان کو پانچ جگہ پایا:

۱:......روزی کی برکت چاشت کی نماز میں ملی۔

۲:......قبر کی روشنی تہجد کی نماز میں ملی۔

۳:......منکر نکیر کے سوال کا جواب طلب کیا تو اس کو تلاوت قرآن پاک میں پایا۔

۴:......پل صراط کا پار ہونا روزہ اور صدقہ میں پایا۔

۵:......عرش کا سایہ خلوت میں پایا۔

حدیث کی کتابوں میں نماز کے بارے میں بہت ہی تاکید اور بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں ان سب کا احاطہ کرنا مشکل ہے، تبرکاً چند احادیث کا صرف ترجمہ لکھا جاتا ہے۔ (فضائل نماز از شیخ الحدیثؒ)

۱:......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت پر سب چیزوں سے پہلے نماز فرض کی اور قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا۔

۲:......نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو، نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو، نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔

۳:......آدمی کے اور شرک کے درمیان نماز ہی حائل ہے۔

۴:......اسلام کی علامت نماز ہے جو شخص دل کو فارغ کرکے اور اوقات اور مستحبات کی رعایت رکھ کر نماز پڑھے وہ مومن ہے۔

۵:......حق تعالیٰ نے کوئی چیز ایمان اور نماز سے افضل فرض نہیں کی، اگر اس سے افضل کسی اور چیز کو فرض کرتے تو فرشتوں کو اس کا حکم دیتے، فرشتے دن رات کوئی رکوع میں ہے کوئی سجدے میں۔

۶:......نماز دین کا ستون ہے۔

۷:......نماز مومن کا نور ہے۔

۸:......نماز شیطان کا منہ کالا کرتی ہے۔

۹:......نماز افضل جہاد ہے۔

۱۰:......جب آدمی نماز میں داخل ہوتا ہے تو حق تعالیٰ اس کی طرف پوری توجہ فرماتے ہیں، جب وہ نماز سے ہٹ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی توجہ ہٹالیتا ہے۔

۱۱:......جب کوئی آفت آسمانی اترتی ہے تو مسجد کو آباد کرنے والوں سے ہٹ جاتی ہے۔

۱۲:......اگر آدمی کسی وجہ سے جہنم میں جاتا ہے تو اس کی آگ سجدے کی جگہ کو نہیں کھاتی۔

۱۳:......اللہ نے سجدہ کی جگہ کو آگ پر حرام فرمادیا ہے۔

۱۴:......سب سے زیادہ پسندیدہ عمل اللہ کے نزدیک وہ نماز ہے جو وقت پر پڑھی جائے۔

۱۵:......اللہ تعالیٰ کو آدمی کی ساری حالتوں میں سب سے زیادہ پسندیدہ یہ ہے کہ اس کو سجدے میں پڑا ہوا دیکھیں کہ پیشانی زمین سے رگڑ رہا ہے۔

۱۶:......اللہ جل شانہ کے ساتھ آدمی کو سب سے زیادہ قرب سجدہ میں ہوتا ہے۔

۱۷:......جنت کی کنجیاں نماز میں ہیں۔

۱۸:......آدمی جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس نمازی کے درمیان سے پردے ہٹ جاتے ہیں، جب تک کہ کھانسی وغیرہ میں مشغول نہ ہو۔

۱۹:......نمازی شہنشاہ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جو دروازہ کھٹکھٹاتا ہی رہے تو کھلتا ہی ہے۔

۲۰:......نماز کا مرتبہ دین میں ایسا ہی ہے جیسا کہ سر کا درجہ بدن میں۔

۲۱:......نماز دل کا نور ہے جو اپنے دل کو نورانی بنانا چاہے نماز سے بنالے۔

۲۲:......جو شخص اچھی طرح وضو کرے اس کے بعد خشوع وخضوع سے دو یا چار رکعت نماز فرض یا نفل پڑھ کر اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتا ہے۔

۲۳:......زمین کے جس حصے پر نماز کے ذریعہ سے اللہ کو یاد کیا جاتا ہے وہ حصہ زمین کے دوسرے ٹکڑوں پر فخر کرتا ہے۔

۲۴:......کوئی شخص دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے تو حق تعالیٰ وہ دعا قبول فرمالیتا ہے، خواہ فوراً ہو یا کسی مصلحت سے کچھ دیر کے بعد، مگر قبول ضرور فرماتے ہیں۔

۲۵:......کوئی شخص تنہائی میں دو رکعت نماز پڑھے جس کو اللہ اور اس کے فرشتوں کے سوا کوئی نہ دیکھے تو اس کو جہنم کی آگ سے بری ہونے کا پروانہ مل جاتا ہے۔

۲۶:......جو شخص ایک فرض نماز ادا کرے اللہ کے ہاں ایک مقبول دعا اس کی ہوجاتی ہے۔

۲۷:......جو پانچوں نمازوں کا اہتمام کرتا رہے، ان کے رکوع وسجود اور وضو وغیرہ کو اہتمام کے

ساتھ اچھی طرح سے پورا کرتا ہے، جنت اس کے لئے واجب ہوجاتی ہے اور دوزخ اس پر حرام ہوجاتی ہے۔

۲۸:...... مومن جب تک پانچوں نمازوں کا اہتمام کرتا رہتا ہے، شیطان اس سے ڈرتا رہتا ہے اور جب وہ نمازوں میں کوتاہی کرنے لگتا ہے تو شیطان کو اس پر جرأت ہوجاتی ہے اور اس کو بہکانے کی طمع کرنے لگتا ہے۔

۲۹:...... سب سے افضل عمل اول وقت نماز پڑھنا ہے۔

۳۰:...... نماز ہر متقی کی قربانی ہے۔

۳۱:...... اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نماز کو اول وقت پڑھنا ہے۔

۳۲:...... صبح کو جو شخص نماز کو جاتا ہے، اس کے ہاتھ میں ایمان کا جھنڈا ہوتا ہے اور جو بازار کو جاتا ہے اس کے ہاتھ میں شیطان کا جھنڈا ہوتا ہے۔

۳۳:...... ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعتوں کا ثواب ایسے ہے جیسا کہ تہجد کی چار رکعتوں کا۔

۳۴:...... ظہر سے پہلے چار رکعتیں تہجد کے برابر شمار کی جاتی ہیں۔

۳۵:...... جب آدمی نماز کو کھڑا ہوتا ہے تو رحمت الٰہیہ اس کی طرف متوجہ ہوجاتی ہے۔

۳۶:...... افضل ترین نماز آدھی رات کی ہے لیکن اس کے پڑھنے والے بہت ہی کم ہیں۔

۳۷:...... میرے پاس جبرائیلؑ آئے اور کہنے لگے: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خواہ کتنا ہی آپ زندہ رہیں آخر ایک دن مرنا ہے اور جس سے چاہے محبت کریں، آخر ایک دن اس سے جدا ہونا ہے اور آپ جس قسم کا بھی عمل کریں (بھلا یا برا) اس کا بدلہ ضرور ملے گا اس میں کوئی تردد نہیں کہ مومن کی شرافت تہجد کی نماز میں ہے اور مومن کی عزت لوگوں سے استغناء ہے۔

۳۸:...... اخیر رات کی دو رکعتیں تمام دنیا سے افضل ہیں، اگر مجھے مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو امت پر فرض کردیتا۔

۳۹:...... تہجد ضرور پڑھا کرو کہ تہجد صالحین کا طریقہ ہے اور اللہ کے قرب کا سبب ہے، تہجد گناہوں سے رکتا ہے اور خطاؤں کی معافی کا ذریعہ ہے، اس سے بدن کی تندرستی بھی ہوتی ہے۔

۴۰:...... حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے کہ: ”اے آدم کی اولاد! تو دن کے شروع میں چار رکعتوں سے عاجز نہ بن، میں تمام دن تیرے کاموں کی کفایت کروں گا۔

حدیث کی کتابوں میں کثرت سے نماز کے فضائل اور ترغیبیں ذکر کی گئی ہیں، چالیس کے عدد کی رعایت سے اتنے پر کفایت کی گئی کہ اگر کوئی شخص ان کو حفظ یاد کرلے تو چالیس حدیثیں یاد کرنے کی فضیلت حاصل کرلے گا۔ (فضائل نماز از شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ)

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نام نامی سے کون شخص ہندوستان میں ناواقف ہوگا؟ ان کے ایک خلیفہ مولانا عبدالواحد لاہوریؒ نے ایک دن ارشاد فرمایا: کیا جنت میں نماز نہ ہوگی؟ کسی نے عرض کیا: حضرت جنت میں نماز کیوں ہو وہ تو اعمال کے بدلہ کی جگہ ہے نہ کہ عمل کرنے کی، اس پر ایک آہ کھینچی اور رونے لگے اور فرمایا کہ نماز کے بغیر جنت میں کیسے گزرے گی؟

نماز چھوڑنے پر وعید اور عتاب

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز چھوڑنا آدمی کو کفر سے ملا دیتا ہے، ایک جگہ ارشاد ہے کہ بندہ کو اور کفر کو ملانے والی چیز صرف نماز چھوڑنا ہے، ایک جگہ ارشاد ہے کہ ایمان اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔ (ابوداؤد،نسائی،ترمذی،مسلم)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص دو نمازوں کو بلا کسی عذر کے ایک وقت میں پڑھے وہ کبیرہ گناہوں کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر پہنچ گیا۔ (رواہ الحاکم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص کی ایک بھی نماز فوت ہوگئی وہ ایسا ہے کہ گویا اس کے گھر کے لوگ، مال و دولت سب چھین لیا گیا ہو۔ (ابن حبان، رواہ احمد فی مسند احمد)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص نماز کا اہتمام کرتا ہے حق تعالیٰ پانچ طرح سے اس کا اکرام فرماتے ہیں:

۱:...... اس پر سے رزق کی تنگی ہٹا دی جاتی ہے۔

۲:...... اس سے عذاب قبر ہٹا دیا جاتا ہے۔

۳:...... قیامت کے روز اعمال نامے اس کے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔

۴:...... پل صراط پر بجلی کی طرح گزر جائے گا۔

۵:...... حساب سے محفوظ رہے گا۔

اور جو شخص نماز میں سستی کرتا ہے اس کو پندرہ طریقہ سے عذاب ہوتا ہے، پانچ طرح سے دنیا میں اور تین طرح سے موت کے وقت اور تین طرح قبر میں اور تین طرح قبر سے نکلنے کے بعد دنیا کے پانچ تو یہ ہیں:

(۱) اس کی زندگی میں برکت نہیں رہتی، (۲) صلحاء کا نور اس کے چہرے سے ہٹا دیا جاتا ہے، (۳) اس کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں، (۴) اس کے نیک کاموں کا اجر ہٹا دیا جاتا ہے، (۵) نیک بندوں کی دعاؤں میں اس کا استحقاق نہیں رہتا۔

اور موت کے وقت کے تین عذاب یہ ہیں:

اول ذلت سے مرتا ہے، دوسرے بھوکا مرتا ہے،

تیسرے پیاس کی شدت میں موت آتی ہے، اگر سمندر بھی پی لے تو پیاس نہیں بجھتی۔

قبر کے تین عذاب یہ ہیں: (۱) اس پر قبر اتنی تنگ ہوجاتی ہے کہ پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں، (۲) قبر میں آگ جلادی جاتی ہے، (۳) قبر میں ایک سانپ اس پر ایسی شکل کا مسلط ہوتا ہے جس کی آنکھیں آگ کی ہوتی ہیں اور ناخن لوہے کے اتنے لمبے کہ ایک دن پورا چل کر اس کے ختم تک پہنچا جائے، اس کی آواز بجلی کی کڑک کی طرح ہوتی ہے، وہ یہ کہتا ہے کہ مجھے میرے رب نے تجھ پر مسلط کیا ہے کہ تجھے صبح کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے آفتاب کے نکلنے تک مارے جاؤں، اور ظہر کی نماز کی وجہ سے عصر تک مارے جاؤں، اور پھر مغرب کی نماز کی وجہ سے عشاء تک اور عشاء کی نماز کی وجہ سے صبح تک مارے جاؤں جب وہ ایک مرتبہ اس کو مارتا ہے تو اس کی وجہ سے وہ مردہ ستر ہاتھ زمین میں دھنس جاتا ہے اور اس طرح قیامت تک اس کو عذاب ہوتا رہے گا۔

قبر سے نکلنے کے بعد کے تین عذاب یہ ہیں: ایک حساب سختی سے لیا جائے گا، دوسرا حق تعالیٰ شانہ کا اس پر غصہ ہوگا، تیسرا جہنم میں داخل کر دیا جائے گا، یہ کل میزان چودہ ہوئی ممکن ہے کہ پندرھواں بھول سے رہ گیا ہو اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اس کے چہرے پر تین سطریں لکھی ہوتی ہیں: پہلی سطر: او اللہ کے حق کو ضائع کرنے والے، دوسری سطر: او اللہ کے غصہ کے ساتھ مخصوص، تیسری سطر کہ جیسا تو نے دنیا میں اللہ کا حکم ضائع کیا آج تو اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔

معارف الحدیث میں مولانا منظور نعمانیؒ نے بخاری ومسلم کی ایک حدیث نقل کی ہے:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافقوں پر کوئی نماز بھی فجر وعشاء سے زیادہ بھاری نہیں ہے، اور اگر وہ جانتے کہ ان دونوں میں کیا اجر وثواب ہے اور کیا برکتیں ہیں تو وہ ان نمازوں میں بھی حاضر ہوا کرتے، اگرچہ ان کو گھٹنوں کے بل گھسٹ کے آنا پڑتا (یعنی بالفرض کسی بیماری کی وجہ سے وہ چل کر نہ آسکتے تو گھٹنوں کے بل گھسٹ کر آتے اس کے بعد آپؐ نے ارشاد فرمایا) کہ میرے جی میں آتا ہے کہ (کسی دن) میں موذن کو حکم دوں کہ وہ جماعت کے لئے اقامت کہے پھر میں کسی شخص کو حکم دوں کہ (میری جگہ) وہ لوگوں کی امامت کرے اور میں خود آگ کے فتیلے ہاتھ میں لوں اور ان لوگوں پر (یعنی ان کے موجود ہوتے ہوئے ان کے گھروں میں) آگ لگادوں جو اس کے بعد بھی (یعنی اذان سننے کے بعد بھی نماز میں شرکت کرنے کے لئے) گھروں سے نہیں نکلتے۔

(صحیح بخاری، صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی آنکھ میں پانی اتر آیا لوگوں نے کہا کہ اس کا علاج تو ہوسکتا ہے مگر چند روز آپ نماز نہ پڑھ سکیں گے، انہوں نے فرمایا: یہ نہیں ہوسکتا، میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص نماز نہ پڑھے وہ اللہ جل شانہ کے پاس ایسی حالت میں حاضر ہوگا کہ حق تعالیٰ اس پر ناراض ہوں گے۔

نماز باجماعت کی فضیلت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ باجماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے ستائیس درجہ زیادہ ہوتی ہے۔ (رواہ مالک والبخاری ومسلم وترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہے کہ کل قیامت کے روز اللہ کی بارگاہ میں مسلمان بن کر حاضر ہو وہ ان نمازوں کو ایسی جگہ ادا کرنے کا اہتمام کرے، جہاں اذان ہوتی ہے یعنی مسجد میں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ایسی سنتیں جاری فرمائی ہیں جو سراسر ہدایت ہیں، انہی میں سے یہ جماعت کی نمازیں ہیں اگر تم لوگ اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگو گے جیسا کہ فلاں شخص پڑھتا ہے تو تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑنے والے ہو گے اور یہ سمجھ لو کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے اور جو شخص اچھی طرح وضو کرے اس کے بعد مسجد کی طرف جائے تو ہر ہر قدم پر ایک ایک نیکی لکھی جائے گی اور ایک ایک خطا معاف ہوگی اور ہم تو اپنا یہ حال دیکھتے تھے کہ جو شخص کھلم کھلا منافق ہو وہ تو جماعت سے رہ جاتا تھا، ورنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عام منافقوں کو بھی جماعت چھوڑنے کی ہمت نہ ہوتی تھی، یا کوئی سخت بیمار، ورنہ جو آدمی دو آدمیوں کے سہارے گھسٹتا ہوا جاسکتا تھا وہ بھی صف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا۔

(مسلم، ابوداؤد، نسائی)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص چالیس دن اخلاص کے ساتھ ایسی نماز پڑھے کہ تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو تو اس کو دو پروانے ملتے ہیں، ایک پروانہ جہنم سے چھٹکارے کا دوسرا نفاق سے بری ہونے کا۔ (ترمذی)

حضرت سہلؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اندھیروں میں بکثرت مسجدوں میں جاتے ہیں ان کو قیامت کے دن پورے پورے نور کی خوش خبری سنادو۔

(ابن ماجہ، ترمذی، ابوداؤد)

خشوع وخضوع

نماز کی اہمیت، اس کے چھوڑنے پر عتاب اور نماز باجماعت کے ذکر کے بعد ضروری ہے کہ ان صحابہ کرامؓ اور اولیائے کرام کے واقعات درج کئے جائیں جن سے روح کی کلی کھل اٹھتی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے تو آپ کے سینہ مبارک سے رونے کی آواز (سانس روکنے کی وجہ سے) ایسے مسلسل آتی تھی، جیسے چکی کی آواز ہوتی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ ایسی آواز ہوتی تھی جیسے کہ ہنڈیا کے پکنے کی آواز ہوتی ہے۔

حضرت علیؓ کے متعلق نقل کیا گیا ہے کہ جب نماز کا وقت آتا تو چہرہ کا رنگ بدل جاتا، بدن پر کپکپی آجاتی، کسی نے پوچھا تو ارشاد فرمایا کہ اس امانت کے ادا کرنے کا وقت ہے جس کو آسمان وزمین نہ اٹھا سکے پہاڑ اس کے اٹھانے سے عاجز ہوگئے، میں نہیں سمجھتا کہ اس کو پورا کرسکوں گا یا نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ جب اذان کی آواز سنتے تو اس قدر روتے کہ چادر تر ہوجاتی، رگیں پھول جاتی، آنکھیں سرخ ہوجاتیں، کسی نے عرض کیا کہ ہم تو اذان سنتے ہیں مگر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا، آپ اس قدر گھبراتے ہیں ارشاد فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ موذن کیا کہتا ہے تو راحت وآرام سے محروم ہوجائیں اور نیند اڑ جائے اس کے بعد اذان کے ہر ہر جملہ کی تنبیہ کو مفصل ذکر فرمایا۔

حضرت زین العابدینؒ روزانہ ایک ہزار رکعت پڑھتے تھے، تہجد کبھی سفر یا حضر میں ناغہ نہیں ہوئی، جب وضو کرتے تو چہرہ زرد ہوجاتا تھا اور جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو بدن پر لرزہ آجاتا، ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے کہ گھر میں آگ لگ گئی یہ نماز میں مشغول رہے، لوگوں نے عرض کیا تو فرمایا کہ دنیا کی آگ سے آخرت کی آگ نے غافل رکھا، ایک شخص نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ذوالنون مصریؒ کے پیچھے نماز پڑھی جب انہوں نے اللہ اکبر کہا تو لفظ اللہ کے وقت ان پر جلال الٰہی کا ایسا غلبہ تھا گویا ان کے بدن میں روح نہیں رہی بالکل ساکت سے ہوگئے اور جب اکبر زبان سے کہا تو میرا دل ان کی اس تکبیر کی ہیبت سے ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔

حضرت سعید بن المسیبؒ کہتے ہیں کہ بیس برس کے عرصہ میں کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ اذان ہوئی ہو اور میں مسجد میں پہلے سے موجود نہ ہوں۔

میمونؒ بن مہران ایک مرتبہ مسجد میں تشریف لے گئے تو جماعت ہوچکی تھی، اناللہ وانا الیہ راجعون، پڑھا اور فرمایا کہ نماز کی فضیلت مجھے عراق کی سلطنت سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

کہتے ہیں کہ ان حضرات کرام میں سے جس کی تکبیر اولیٰ فوت ہوجاتی تین دن تک اس کا رنج کرتے تھے اور جس کی جماعت جاتی رہتی سات دن تک اس کا افسوس کرتے تھے۔ (احیاء)

سعید تنوخیؒ جب تک نماز پڑھتے رہتے مسلسل آنسوؤں کی لڑی رخساروں پر جاری رہتی۔

حضرت محمد بن نصرؒ مشہور محدث ہیں اس انہماک سے نماز پڑھتے تھے، جس کی نظیر مشکل ہے ایک دفعہ نماز میں ایک بھڑ نے پیشانی پر کاٹا جس کی وجہ سے خون بھی نکل آیا، مگر حرکت نہ ہوئی نہ خشوع و خضوع میں فرق آیا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے متعلق تو بہت کثرت سے یہ چیز نقل کی گئی ہے کہ تیس یا چالیس یا پچاس برس عشاء اور صبح کی نماز ایک وضو سے پڑھی اور یہ اختلاف نقل کرنے والوں کے اختلاف کی وجہ سے ہے کہ جسے جتنے سال کا علم ہوا لکھا، لکھا ہے کہ آپ کا معمول صرف دوپہر کو تھوڑی دیر سونے کا تھا اور یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ دوپہر کے سونے کا حدیث میں حکم ہے، حضرت امام شافعیؒ کا معمول تھا کہ رمضان شریف میں ساٹھ قرآن کریم نماز میں پڑھتے تھے۔

حضرت عمرؓ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ان کے پہلو کانپ اٹھتے اور دانت بجنے لگتے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا: اب امانت ادا کرنے کا وقت آگیا ہے اور میں نہیں جانتا کہ کس طرح ادا کروں۔

حضرت بن ذرؒ کے ہاتھ میں آکلہ (پھوڑا) ہوگیا وہ بہت ہی عابد وزاہد تھے طبیبوں نے کہا: ہاتھ کاٹنا بہت ضروری ہے، فرمایا: کاٹ دو، انہوں نے کہا: آپ کو رسوں سے باندھ کر ہی کاٹا جاسکتا ہے، فرمایا: نہیں! جب میں نماز شروع کروں گا تو کاٹ دینا، انہوں نے نماز شروع کی تو ان کا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور انہیں پتا بھی نہ چلا۔

امام غزالیؒ کے اس پیرائے پر میں اپنا مضمون ختم کرتا ہوں: ”جان لے کہ پہلی چیز جو تجھ تک پہنچی ہے وہ نماز کی اذان ہے چاہئے کہ جونہی یہ آواز کان میں پڑے فی الفور دل سے اس کی طرف متوجہ ہوجائے اور جس کام میں مشغول ہو اس سے ہاتھ اٹھالے کہ سلف کا یہی انداز رہا ہے کہ جب اذان کی آواز سنتے تھے تو ان میں سے جو لوہار ہوتا تھا وہ اوپر اٹھایا ہوا ہتھوڑا نیچے ڈال دیتا (ضرب نہ لگاتا) جو کفش گر ہوتا وہ بھی چمڑا سیتے سیتے ایکدم رک جاتا اور اپنی جگہ سے جنبش نہ کرتا، وہ لوگ اس منادی کو سن کر روز قیامت کی ندا کو یاد کرتے تھے اور یوں سمجھتے تھے کہ جو شخص اس حکم کو سن کر (اس کی بجا آوری کے لئے) شتابی کرتا ہے، اسے روز قیامت کی منادی سوائے بشارت کے اور کچھ معلوم نہ ہوگی یعنی اس تک بشارت بن کر پہنچے گی، اب اگر ایسا ہے کہ اس منادی کو سن کر تیرا دل خوشی سے اس کی طرف راغب ہوجاتا ہے تو سمجھ لے کہ اس (قیامت کے روز کی) منادی کو سن کر بھی تو ملول وحزیں نہیں بلکہ اسی طرح خوش وخرم و شاداں ہوگا۔“

☆☆......................☆☆

انسان کی تعمیر وترقی میں

مادی اور روحانی غذا کے اثرات

مولانا محمد علاؤالدین ندوی

"افکار ملی دہلی" جون ۲۰۱۱ء کے شمارے میں "عجیب وغریب" کے عنوان سے ایک خبر مع تصویر شائع ہوئی ہے، جس میں دکھایا گیا ہے کہ شیر کے دو بچے ایک کتیا کا دودھ پی رہے ہیں، خبر ملاحظہ ہو:

"بچے تو بچے ہوتے ہیں، انہیں کیا معلوم کہ وہ کس ماحول میں جی رہے ہیں، چاہے انسان کے بچے ہوں یا جانور کے، جو انہیں کھلایا جاتا ہے کھالیتے ہیں، جو انہیں پلایا جاتا ہے پی لیتے ہیں، وہ تو زندگی پالیتے ہیں، مگر ان کی خصلت بدل جاتی ہے، ان میں جو خوراک جاتی ہے جس سے ان کا خون بنتا ہے، ان کی قسمت بدل کر رکھ دیتی ہے، تصویر میں دکھائی دے رہے یہ شیر کے بچے ہیں، ان کی ماں مرگئی تو شیر کے یہ بچے چڑیا گھر میں رہ رہی ایک کتیا کا دودھ پینے لگے، یہ اب بھی غراتے ہیں لیکن شیر کی غراہٹ غائب ہے، بڑے ہونے کے بعد یہ جیسا ماحول پائیں گے ویسے ہی ہوجائیں گے، شیروں میں پرورش ہوئی تو شیر بنیں گے اور اگر کتوں میں پرورش ہوئی، ان کے درمیان رہے، تو انہی کتوں کے مانند ہوجائیں گے، ایسا ماہر نفسیات کا کہنا ہے۔"

جسم کی تعمیر وتشکیل میں غذا کی اہمیت ایک مسلمہ حقیقت ہے، اچھی، صاف ستھری اور وٹامنز سے بھرپور غذا اپنے اثرات دکھاتی ہے، پندرہ سولہ سو سال پہلے کا ایک بادیہ پیما صحرانشیں عربی شاعر اپنے محبوب کے حسن وجمال، اس کی دلکشی وزہرہ جبینی کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے:

مهفهف بيضاء غير مفاضة
ترائبها مصقولة كالسجنجل
كبكر المقاناة البياض بصفرة
غذاها نمير الماء غير المحلل

ترجمہ: "وہ محبوبہ نازک اندام، پتلی کمر، کھلتے رنگ اور سڈول جسم والی ہے، گردن تا سینہ کا کھلا حصہ آئینے کے مانند دمکتا ہوا ہے، وہ ایسی انوکھی رنگ والی ہے، جس میں شتر مرغ کے انڈے کی زردی کی آمیزش ہے یا کسی نادر سیپ (موتی) کی رنگ جو زردی مائل ہو، اس دلکش جسم نے نتھرے ہوئے صاف شفاف پانی جہاں کسی کا گزر نہیں ہوتا، سے غذائیت حاصل کی ہے۔"

گدلے پانی کے اثرات اور اس کے برعکس صاف ستھرے زندگی بخش پانی کے اثرات کا کیسا گہرا شعور وادراک اس شاعر کو ہے جس کا نام امرؤالقیس ہے۔

لیکن جسم کو نشوونما پہنچانے والی غذاؤں کے اصلی اثرات تو معنوی اور اخلاقی اعتبار سے پڑتے ہیں، جیسی تیسی غذا بلکہ حرام غذا بھی کھا کر آدمی کا جسم تنومند، توانا اور ہینڈسم ہوجاتا ہے، مگر جیسا تیسا کھا کر اپنی خودی اور اپنے اخلاق کو توانا اور خوبصورت کبھی نہیں بنایا جاسکتا، حرام اور گندی غذا سے پلا ہوا جسم عمدہ اخلاق اور بلند انسانی اوصاف کی آماجگاہ کبھی نہیں بن سکتا، اس حقیقت کی وضاحت ذیل کے واقعہ سے بدرجۂ اتم ہوتی ہے:

"روایت ہے کہ افغانستان کے ایک بادشاہ نے اپنے ایک نوجوان بیٹے کو کسی جنگی مہم میں روانہ کیا، پھر ایک ہفتے کے بعد رنج وغم میں ڈوبا اور منہ لٹکایا ہوا اپنی بیوی (ملکہ) کے پاس آیا، بیوی نے خیریت پوچھی تو اس نے کہا: خبر ملی ہے کہ ہمارے شہزادے کو شکست ہوگئی ہے اور اس نے میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کرلی ہے، بیوی نے کہا: ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ ہمارا بیٹا شکست کھا کر راہ فرار اختیار کرلے، وہ میدان جنگ میں اپنے سینے پر گولی تو کھا سکتا ہے مگر راہ فرار اختیار نہیں کرسکتا، بادشاہ نے بروقت بحث بحثی میں پڑنا مناسب نہ سمجھا اور واپس لوٹ گیا، ایک ہفتے کے بعد پھر یہ بادشاہ اپنی بیوی کے پاس آیا، اس مرتبہ وہ بہت خوش تھا، بیوی نے خوشی کی وجہ پوچھی: تو اس نے کہا: ہمارے بیٹے کو فتح حاصل ہوئی ہے اور میدان جنگ اس کے ہاتھ رہا ہے اور یہ کہ وہ پہلے والی خبر غلط تھی، پھر بادشاہ نے اپنی بیوی سے پوچھا: مگر تم نے پہلی خبر پر اتنی شد ومد سے انکار کیوں کیا تھا کہ شہزادہ راہ فرار اختیار نہیں کرسکتا؟ آخر کس بنیاد پر تم یہ دعویٰ کررہی تھی؟ بیوی نے پہلے تو گریز سے کام لینا چاہا مگر بادشاہ کے اصرار پر اسے منہ کھولنا پڑا، اس نے کہا: جب یہ بچہ بحالت حمل میں تھا، میں نے آپ کے مال (جس کو میں مشکوک سمجھتی ہوں)

میں سے ایک پیسہ نہیں لیا، بلکہ اپنی جمع پونجی سے کھانے کا انتظام کرتی رہی، پھر جب یہ بچہ پیدا ہوا اور جب کبھی دودھ کے لئے رویا تو میں نے اُسے اس وقت تک دودھ نہ پلایا جب تک میں نے وضو کرکے دو رکعت نماز نہ پڑھ لی، نماز پڑھ چکی تو اسے گود لیا اور دودھ پلایا، تو جس بچے کے جسم میں ایسی پاک اور حلال غذا پہنچی ہو، اس کے اندر دنائت ورذالت، کمینگی اور گھٹیا اخلاق ہرگز پیدا نہیں ہوسکتے، گھٹیا اخلاق تو حرام مال کے استعمال اور حرام کھانے سے پیدا ہوتے ہیں، چونکہ میدان جنگ سے راہِ فرار اختیار کرنا پست صفات رکھنے والوں کی عادت ہوتی ہے، اس لئے مجھے یقین کامل تھا کہ میرا بچہ کبھی میدان جنگ سے بھاگ کر اپنی دنائت اور پست ہمتی کا ثبوت نہیں دے سکتا۔“

غذا یعنی کھانے کی چیزوں میں ان کے اخلاقی اور روحانی اثرات ہی کو ملحوظ خاطر رکھ کر شریعت اسلامی نے حلال وحرام کی تفصیلات بتائی ہیں، شریعت کے پیش نظر ان اشیائے خوردنی کے طبی فوائد یا نقصانات نہیں ہوتے، وہ تو حلال وحرام کے اصول وقیود مقرر کرتے ہوئے یہ دیکھتی ہے کہ کس حلال غذا کا انسان کے اخلاق پر کیا اثر ہوتا ہے، اور کس طرح کی حرام غذاؤں سے طہارت قلب ونظر گندہ ہوتا ہے اور عقیدے میں خرابی پیدا ہوتی ہے۔

جب کھانے پینے کی چیزوں کے اتنے گہرے اثرات انسان کے اخلاق پر، اس کے نفس کی پاکیزگی پر، اس کے عقیدے کی اصلاح پر پڑتے ہیں تو خیال کیا جاسکتا ہے کہ روحانی اور اخلاقی بیماریوں کا جو علاج شریعت نے عبادات اور تعلق مع اللہ کی شکل میں مقرر کیا ہے، ان کے اثرات کتنے گہرے پڑتے ہوں گے، مثلاً روزے کو لیا جائے تو نظر یہ آتا ہے کہ انسان کی روحانی بیماریوں کو دور کرنے اور بندے کو خدا سے قریب کرنے کا یہ تیر بہدف علاج ہے، روزے کے نتیجے میں روزے داروں کے اندر فرشتوں کی سی نورانیت اور اللہ کی صفت صمدیت (بے نیازی) کا پَرتو جھلکنے لگتا ہے، چونکہ رمضان المبارک کے مہینے میں ہر مسلمان شریعت کی بتائی ہوئی خوراک کم وبیش لیتا ہی ہے، اخلاق کو درست اور عقیدے کو مضبوط کرنے والا عمل بجالاتا ہے، عبادات ونوافل میں رغبت اور چستی دکھاتا ہے اور یہ سب اجتماعی طور پر انجام پاتا ہے، اس لئے اسلامی معاشروں میں ایک عمومی دینی فضا نظر آنے لگتی ہے، اطاعت کا رجحان پنپتا ہے، بُرائیوں کا گراف گھٹتا ہے، مومن کی روحانیت ترقی کرتی ہے، اس کے کردار میں تبدیلی نظر آتی ہے، کیونکہ دل کی بیماریوں کا علاج صحیح طریقے پر ہو رہا ہے، مریض کو دواؤں کا صحیح ڈوز مل رہا ہے اور وہ دوائیں اس کے مزاج کو سوٹ کر رہی ہیں تو مریض اپنی روحانی بیماریوں سے روبصحت ہونے لگتا ہے، اس کے روحانی جسم میں شگفتگی اور تازگی نظر آنے لگتی ہے۔

کاش کہ اپنی دوا کی یہ خوراکیں وہ سال کے ۳۶۵ دن لیتا رہتا، کبھی بھی اس میں غفلت نہ برتتا تو اس کی روحانی ترقی کا کچھ اور ہی حال ہوتا، اس کے اخلاق کی خوشبو سے یہ باغ ہستی مہکتا، اس کے کردار کی طاقت کے سامنے دنیا جھکتی، اس کی فیض رسانیوں سے دنیا امن کا گہوارا بنتی، اس کے نفس کی پاکیزگی کے اثر سے لوگ خیر اور بھلائیوں کی طرف کھنچ کر آتے، مگر یہ کیا؟ اس نے سال بھر میں صرف ایک مہینے تو علاج کی فکر کی، دوا بھی لی مگر پورے گیارہ مہینے تو وہ غافل پڑا رہا، اگر سال بھر کی بھوک کا علاج ایک مہینے کے کھانے سے نہیں ہوسکتا، نہ ہی یہ ممکن ہے کہ آدمی پورے سال کا کھانا ایک ہی مہینے میں کھا کر گیارہ مہینوں تک بیٹھا رہے تو پھر یہ بات کیونکر معقول ہوسکتی ہے کہ رمضان کے روزے رکھ کر اس مہینے کے حقوق ادا کرکے، اس مہینے میں روحانی اور اخلاقی غذا کھا کر پورے سال کے لئے اپنی روحانی اور معنوی زندگی کی طرف سے مطمئن ہوجائے۔

گیارہ مہینوں کی غفلت اور لاپرواہی کے ساتھ، اگر مریض نے دوائیں غلط لینا شروع کردیں اور ایک دو مرتبہ نہیں پورے گیارہ مہینوں تک دوائیں غلط ہی لیتا رہا اور پوری پابندی سے لیتا رہا تو سوچا جاسکتا ہے کہ مریض کس حد تک خطرناک منزل تک جا پہنچے گا؟ بدقسمتی سے امت مسلمہ کی اکثریت قرآن کریم اور سنت نبوی کے طریقۂ علاج سے منہ موڑ کر اپنے عقیدے اور تہذیب کے دشمنوں کے طریقے پر علاج بھی کر رہی ہے اور انہی کے سرچشموں سے سیرابی حاصل کرنے پر اصرار کر رہی ہے۔

شیر کا بچہ کسی کتیا کا دودھ پی کر اور کتوں کے ماحول میں رہ کر اپنی شیریت کا تحفظ نہیں کرسکتا، شکل وصورت شیروں جیسی ہونے کے باوجود شیروں کی صفات سے وہ عاری ہوجاتا ہے، تو انسان اور وہ بھی ایک مسلمان انسان اپنے عقیدے، تہذیب اور کتاب اللہ اور سنت رسول کے تھن سے دودھ پینے کے بجائے مغربی تہذیب کے تھن سے دودھ پی رہا ہے، اس کے اندر مسلمانوں کی شان کہاں پیدا ہوسکتی ہے؟ اور کہاں باقی رہ سکتی ہیں خیرامت کی صفات۔

مسلمان کو یہ بات ہرگز فراموش نہ کرنی چاہئے تھی کہ اللہ نے انسانوں کے اس جنگل میں اسے شیر بنایا ہے؟ کیا وہ بھول گیا کہ حق وصداقت اور اسلام کے مبارک قافلے کا آخری پڑاؤ جزیرۂ عرب کا بے آب وگیاہ صحرا اور حرا کا بلند وبالا غار تھا، تہذیب وتمدن کے مراکز سے دور مکہ کی ایک چھوٹی سی سرزمین نور ونکہت میں ڈوب گئی اور حسن ازلی اور جمال حق سے معمور ہوگئی۔

صحرائیں مرغیوں کی چراگاہ نہیں ہوتیں، شیروں کا مخزن ہوتی ہیں، شیروں کا جگر اور اونٹوں کا صبر و تحمل رکھنے والا ہی صحراؤں میں زندہ رہ سکتا ہے، یہ از بس حد تک قابل غور نکتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغام کے لئے افریقا، یورپ اور ایشیا کے زرخیز اور متمدن علاقوں کو چھوڑ کر صحراؤں کا انتخاب کیوں کیا؟ اس کا جواب بس یہ ہے کہ یہ انتخاب اس لئے کیا تاکہ قیامت تک ایک مسلمان اس احساس و شعور سے سرشار رہے کہ اس کا کردار ایک شیر کا کردار ہے، ان شیر دل چنیدہ انسانوں کا کردار ہے جو صحرائے عرب کا مکیں تھے، جو انسانیت کا گل سرسبد قرار پائے تھے، جو اس دنیا میں اسلام کا معجزہ بن گئے تھے:

انما الاسلام في الصحراء امتهدا
لیجنی کل مسلم أسدا

ترجمہ: ''اسلام نے صحرا کو پالنا بنایا ہے
تاکہ ایک شیر کی طرح سے مسلمان کی پرورش ہو۔''

جب تک مسلمان صحرا کی حقیقت و معنویت کے گہوارے سے وابستہ رہا، دنیا میں شیر بنا رہا، اب مدتوں سے شیر کے ان بچوں کو بندروں، سوروں اور طاغوت کے پرستاروں کے چشمے کا پانی پلایا جا رہا ہے، تو اس کی شیریت ہوا ہوگئی ہے، اس کی دہاڑ اور غراہٹ جاتی رہی، اب اس میں بکریوں کی سی ممیاہٹ پیدا ہوگئی ہے، اب تو اس مسلمان کو یہ بھی یاد نہیں رہا کہ وہ شیروں کی اولاد ہے، وہ اپنی شیریت سے اس حد تک بے خبر ہے کہ اگر بندروں کے غول کی خوخو اور بکریوں کے ریوڑ کی ممیاہٹ سنتا ہے تو کانپنے لگتا ہے۔

وجہ وہی ہے کہ شیر کے بچے کتیا کا دودھ پی رہے ہیں، اسی کے زیر سایہ پروان چڑھتے ہیں، اسی لئے اسی کے رنگ ڈھنگ، طور طریقے اختیار کر چکے ہیں اور اسی کے مزاج میں ڈھل چکے ہیں۔

☆☆..................☆☆

نبوت کے جھوٹے دعویدار ناصر سلطانی کو بچانے کیلئے قادیانی پھر متحرک

کیس کمزور کرنے کیلئے مدعی سے قادیانی وفد کی ملاقات، ۷۰ لاکھ اور دیگر ترغیبات کی پیشکش کا انکشاف، تعاون سے انکار

اسلام آباد (خبر نگار خصوصی) نبوت کے جھوٹے دعویدار کذاب ناصر سلطانی کو بچانے کے لئے قادیانی ایک بار پھر متحرک ہوگئے۔ مدعی کو کیس کمزور کرنے کے لئے ۷۰ لاکھ روپے اور دیگر ترغیبات کی پیشکش کئے جانے کا انکشاف ہوا ہے۔ تفصیلات کے مطابق وفاقی تحقیقاتی ایجنسی (ایف آئی اے) کی جانب سے نبوت کے جھوٹے دعویدار کذاب ناصر احمد قادیانی کو گرفتار کرنے اور انسداد دہشت گردی عدالت میں چالان جمع کروائے جانے کے بعد قادیانیوں کی جانب سے کیس کے اہم مدعی محمد سعید سے تلہ گنگ میں رابطہ کیا گیا ہے۔ قادیانیوں کا وفد تین افراد پر مشتمل تھا جس میں سے ایک شخص کی شناخت امتیاز بٹ کے نام سے ہوئی ہے جو محکمہ پولیس میں ملازم ہے۔ قادیانیوں کی جانب سے تلہ گنگ میں پرانا لاری اڈا پر مدعی سے دوپہر کے وقت ملاقات کی گئی اور کیس کمزور کرنے کے لئے تعاون کی استدعا کرتے ہوئے پیشکش کی کہ تعاون کی صورت میں مدعی (محمد سعید) کو ۷۰ لاکھ روپے دیئے جائیں گے اور دیگر ترغیبات کی پیشکش بھی ہوئی ہے۔ تاہم مدعی نے کیس پر تعاون سے مکمل طور پر انکار کر دیا۔ قادیانیوں کی جانب سے کیس کے اہم مدعی محمد سعید سے رابطے کے لئے ان کے موبائل فون ریکارڈ کے علاوہ شناختی کارڈ و دیگر تمام تفصیلات حاصل بھی جانے کا بھی انکشاف ہوا ہے۔ ''امت'' کے رابطے پر محمد سعید نے قادیانیوں کی جانب سے ملاقات کرنے کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ وہ تلہ گنگ پرانا لاری اڈا پر کام کے سلسلے میں موجود تھے کہ اچانک ۳ افراد آ گئے اور جدہ پی سی او کے باہر ان کو اپنا تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ وہ ناصر سلطانی کیس کے سلسلے میں ان سے ملنے آئے ہیں۔ محمد سعید نے بتایا کہ میں نے پہلے کیس کا مدعی ہونے سے انکار کیا تاہم ان افراد کا کہنا تھا کہ میرا (محمد سعید) کا موبائل فون سمیت تمام ریکارڈ ان کے پاس ہے اور اگر میں تعاون کروں تو کیس کو کمزور کیا جا سکتا ہے جس پر میں نے انہیں (قادیانیوں) کہا کہ کیس عدالت میں زیر سماعت ہے اور اس کیس کو وفاقی تحقیقات ایجنسی (ایف آئی اے) دیکھ رہی ہے تو ان (قادیانیوں) کا کہنا تھا کہ ایف آئی اے حکام ان کے لئے مسئلہ نہیں اور ایف آئی اے کو کیس سے پیچھے ہٹا لیا جائے گا، صرف میرا کیس سے پیچھے ہٹنا ضروری ہے۔ قادیانیوں کی جانب سے اس موقع پر یہ پیشکش بھی کی گئی کہ اگر میں تعاون کروں تو اس کے عوض ۷۰ لاکھ روپے دینے کو وہ تیار ہیں۔ محمد سعید کا کہنا تھا کہ ملاقات کرنے والے افراد دیگر افراد سے بھی رابطے میں معلوم ہوتے تھے، کیونکہ ان کی پرانا لاری اڈا آمد کا کسی کو علم نہیں تھا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ موبائل ڈیٹا وغیرہ سے ان کا تعاقب کیا جا رہا تھا اور عین اس وقت تینوں افراد (قادیانی) ان کے سامنے آئے جب لاری اڈا میں دوپہر ۱۲ بجے کوئی نہیں تھا اور قادیانیوں سے ملاقات کے دوران جب پوچھا کہ تم کو کس نے بتایا کہ میں یہاں ہوں تو ان کا کہنا تھا کہ تمہارے (مدعی) کے موبائل فون ریکارڈ کے علاوہ شناختی کارڈ و دیگر تمام تفصیلات ہمارے پاس موجود ہیں اور پیشکش قبول کرنے کی صورت میں اسلام آباد میں رابطے کی دعوت دی گئی تاہم انہوں نے پیشکش کو ٹھکراتے ہوئے ان تینوں کو آئندہ رابطہ نہ کرنے کی تلقین کی، جس پر وہ تینوں افراد واپس چلے گئے۔

(روزنامہ امت کراچی، ۲۶ رمئی ۲۰۱۸ء)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

تبلیغی ودعوتی اسفار

جامع مسجد الصادق بہاولپور میں درس:

بہاولپور کی تاریخی جامع مسجد الصادق میں نصف صدی سے زائد عرصہ گزر رہا ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام کیم سے ۱۶ر رمضان المبارک تک صبح کی نماز کے بعد درس کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ، فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ، سرائیکی زبان کے رسیلے خطیب مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ، مولانا عبدالرحمن میانویؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا بشیر حامد حصارویؒ، مولانا غلام محمد علی پوریؒ، مولانا فضل الرحمن دھرم کوٹی، مولانا محمد لقمان علی پوریؒ، مولانا سید منظور احمد شاہ حجازیؒ، مولانا قاضی اللہ یار خان سمیت ملک عزیز کے نامور علماء کرام اور مشائخ عظام درس دیتے رہے۔ یہ درس مقبول عام ہوا۔ انتظامیہ نے ڈسٹرکٹ خطیب پر دباؤ ڈالا کہ مجلس کا درس نہیں ہونا چاہیے۔ تو ڈسٹرکٹ خطیب نے اعلان کیا کہ آج فلاں صاحب بیان فرمائیں گے۔ ''جامع مسجد الصدیق'' کے بالمقابل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا دفتر ہوتا تھا۔ دفتر سے ملحق مارکیٹ تھی۔ مارکیٹ کی دکانوں کی چھت ہموار تھی۔ مجلس کے مبلغ نے اعلان کیا کہ فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ مارکیٹ کے اوپر درس دیں گے تو پورا مجمع مولانا محمد حیاتؒ کو سننے کے لئے دکانوں کی چھت پر آ گیا۔

حالات کے نشیب و فرز کے باوجود یہ سلسلہ جاری رہا اور اب تک جاری ہے نہ وہ درس دینے والے رہے اور نہ سننے والے، درسوں میں وہ رونق نہ رہی، بایں ہمہ یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ خدا کرے تا قیامت یہ سلسلہ جاری و ساری رہے۔

راقم الحروف ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء تک بہاولپور رمبلغ رہا۔ اس وقت بھی پرانے بزرگ موجود تھے۔ درسوں میں کافی رونق ہوتی تھی، وہ بزرگ چلے گئے نہ وہ خطیب رہے اور نہ سامعین۔ اب خطیب تو ہمارے جیسے ہیں تو سامعین بھی ویسے ہی ہوں گے۔ ضلعی مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی کوشش کرتے ہیں قرب و جوار کی مساجد میں اعلان بھی فرماتے ہیں، لیکن سامعین کی تعداد روز بروز کم ہو رہی ہے۔

راقم کے زمانہ مبلغی میں الحاج محمد ذکر اللہ مجلس کے امیر و سرپرست تھے، آپ بھی درس میں شریک ہوتے، آپ کے فرزندان گرامی بھی، جناب حاجی سیف الرحمن، جناب عبدالرحمن انصاری، حاجی علم الدین انصاری جب تک جوان رہے خود بھی شرکت فرماتے اور اپنے بچوں، بیٹوں کو بھی شریک کرتے، اب یہ حضرات چراغ سحری ہیں، ان کی اولادوں نے جامع مسجد الصادق سے دور رہائشیں رکھ لیں تو درسوں کی رونق ماند پڑ گئی۔

بہرحال یہ سلسلہ جاری ہے۔ راقم نے ۲ر۳ رمضان المبارک صبح کی نماز کے بعد درس دیا۔ ان شاء اللہ العزیز مفکر ختم نبوت مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی اور دیگر مبلغین ختم نبوت اپنے اپنے اوقات مقررہ میں درس دیں گے اور یہ سلسلہ ۱۶ر رمضان المبارک تک جاری رہے گا۔ اللہ پاک درس جاری کرنے والوں، درس دینے والوں اور سننے والوں کی مغفرت کا ذریعہ بنائیں۔ رمضان المبارک کا پہلا جمعہ ایک عرصہ سے راقم کا جامع مسجد صدیق اکبر ماڈل ٹاؤن ہی ہوتا ہے۔ امسال بھی مولانا ساقی سلمہ کے حکم پر راقم نے مذکورہ بالا مسجد میں خطبہ جمعہ دیا۔

چک جھمرہ میں خطبہ جمعہ:

چک جھمرہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کا مرکز رہا ہے، جس میں تقریباً ایک ماہ تک قادیانیوں کا بائیکاٹ کیا گیا، جس سے قادیانیت بلبلا اٹھی۔ انہیں بازار سے سودا سلف نہیں ملتا تھا، جلوس نکلتے رہے، جلسے منعقد ہوتے رہے، جن میں مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے مطالبات کو دھرایا جاتا رہا، تا آنکہ ملٹری آ گئی، جس نے آ کر جلسوں اور جلوسوں کو کنٹرول کیا۔ غالباً ۱۹۵۶ء میں پاکستان کے پہلے الیکشن ہوئے، جس میں چک جھمرہ سے ایک قادیانی الیکشن میں کھڑا ہوا، مجلس احرار اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے رضا کاروں نے اس کے مظالم برداشت کیے تا آنکہ صوبائی اور مرکزی مجالس نے کمپین کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور قادیانی الیکشن میں خائب و خاسر اور ناکام و نامراد ہوئے اور چک جھمرہ ایک عرصہ تک تحریک ختم نبوت کا مرکز رہا ہے۔

عرصہ دراز کے بعد ۲۷ر اپریل ۲۰۱۸ء کا جمعہ راقم نے مرکزی جامع مسجد چڑامنڈی میں اور فیصل آباد کے مبلغ مولانا عبدالرشید غازی نے تقویٰ مسجد میں پڑھایا۔ اس طرح دو مساجد میں ختم نبوت کی آواز لگی۔

جامعہ اشرفیہ قرآنیہ حافظ آباد:

مولانا محمد الطافؒ وادی سون کے رہنے والے

تھے۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے دورۂ حدیث شریف کیا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری، مفتی اعظم مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی، مولانا محمد ادریس میرٹھی رحمہم اللہ جیسی جبال العلم شخصیات سے حدیث شریف کا درس لیا۔

۱۹۶۱ء میں جامعہ اشرفیہ قرآنیہ حافظ آباد میں استاذ مقرر ہوئے اور جامعہ سے ملحق مسجد قدیم کے خطیب، ساری زندگی قال اللہ، قال الرسول کی صدائیں بلند کرتے ہوئے گزاری۔ سیاسی طور پر جمعیت علماء اسلام سے وابستہ رہے۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت، ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ، ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت اور جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور میں ہونے والی ایم آر ڈی کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، جسے حق سمجھا ڈنکے کی چوٹ کہا۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، حضرت مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا عبیداللہ انورؒ کی قیادت میں جمعیت علماء اسلام کے لئے شب و روز محنت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ راقم جیسے خورد حضرات سے بہت محبت فرماتے۔

۳۰ر اکتوبر ۲۰۱۱ء کو انتقال فرمایا، عصر کی نماز کے بعد نماز جنازہ آپ کے فرزند ارجمند مولانا احمد سعید اعوان کی امامت میں ادا کی گئی اور اپنے جامعہ کے احاطہ میں آرام فرما ہیں۔ ہر سال چناب نگر کورس کے موقع پر ایک جمعہ کا خطبہ راقم کے ذمہ ہوتا ہے۔ امسال ۴ر مئی جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے مسجد قدیم میں دیا۔ اس سے قبل قریبی علاقہ میں ۳ر مئی عشاء کے بعد ایک درس قرآن کی مجلس میں حاضری کی توفیق نصیب ہوئی۔ مولانا احمد سعید اعوان، حافظ عبدالوہاب جالندھری، مولانا فیضان الحق، جناب حافظ عبدالوحید اور دیگر رفقاء کی معیت حاصل رہی۔

جامعہ علوم شرعیہ جھنگ میں ختم نبوت کورس:

جامعہ کی بنیاد حضرت مولانا سید صادق حسین شاہ بخاریؒ نے رکھی۔ موصوف بنیادی طور پر تلہ گنگ ضلع چکوال کے رہنے والے تھے۔ دورۂ حدیث شریف دارالعلوم دیوبند سے کیا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد رشید تھے۔ فراغت کے ایک عرصہ بعد جھنگ کی جامع مسجد حق چار یار غلہ منڈی کے خطیب مقرر ہوئے اور پھر تاحیات یہاں کے ہو کر رہ گئے۔ غلہ منڈی کے قریب جامعہ علوم شرعیہ کے نام سے مدرسہ قائم کیا۔ آپ سیاسی طور پر جمعیت علماء اسلام سے تاحیات وابستہ رہے۔ ایک تبلیغی سفر میں مولانا رشید احمد مدنیؒ، حاجی عزیز الرحمنؒ، حافظ محمد حذیفہؒ، جناب عبدالرحمن کے ساتھ ۷ر ستمبر ۱۹۹۱ء کو جامِ شہادت نوش فرمایا۔ ختم نبوت کی ہر تحریک میں دل و جان سے شریک رہے۔ قید و بند کی صعوبتیں ان کے راستہ میں رکاوٹ نہ بن سکیں۔ غلہ منڈی کے قریب جامعہ علوم شرعیہ کے نام سے ادارہ قائم کیا۔ آپ کی شہادت کے بعد آپ کے فرزند ارجمند مولانا سید مصدوق حسین شاہ مدظلہ آپ کے جانشین مقرر کئے گئے اور موصوف جامعہ کے مہتمم اور جامع مسجد حق چار یار غلہ منڈی کے خطیب مقرر ہوئے۔ مولانا سید مصدوق حسین شاہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مقامی یونٹ کے امیر اور میرے پیر بھائی مولانا اقبال احمد شیروانی ناظم اعلیٰ، مولانا غلام حسین مدظلہ مبلغ ہیں۔ موصوف نے بنات کے شعبہ میں ختم نبوت کورس رکھا، جس میں مجلس کے مبلغین مولانا غلام حسین، مولانا خبیب احمد، مولانا محمد قاسم رحمانی، مجلس سرگودھا کے امیر مولانا نور محمد ہزاروی نے مختلف عنوانات پر ترتیبی لیکچر دیئے۔ آپ کے حکم پر راقم نے بھی ۳ر مئی کو صبح ۸ بجے سے گیارہ بجے تک نعت و تلاوت کے وقفہ سے لیکچر دیا۔

پشاور کا دو روزہ دورہ:

چاچا عنایت اللہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام کے جانباز مجاہد ہیں۔ مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ تھے، تو چاچا آپ کے خادم تھے۔ ساری زندگی جمعیت علماء اسلام میں گزاری، جب مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی مجلس پشاور کے امیر بنے تو چاچا عنایت اللہ مجلس میں آ گئے اور آج کل عملاً مفتی صاحب کے سیکریٹری ہیں۔ چاچا نے فون پر فرمایا کہ دو دن کے لئے پشاور آنا ہے۔ پروگرام رکھے ہیں تو راقم ۴ر مئی کا جمعہ حافظ آباد میں ادا کرنے کے بعد مولانا احمد سعید اعوان حفظہ اللہ کی معیت میں خیبر پختونخواہ کے لئے روانہ ہوا رات مولانا قاری محمد اسلم مدظلہ کے ہاں نوشہرہ میں گزاری اور ۵ر مئی کو قبل از دوپہر مولانا عبدالقیوم حقانی کی زیارت و ملاقات کے لئے ''خالق آباد'' جامعہ ابوہریرہ میں آپ کی قیادت میں حاضری دی۔

''وہی'' جامعہ حقانیہ اور طبیہ کالج کے فاضل مولانا حکیم جنت گل مطب چلاتے ہیں سے ملاقات ہوئی اور آدھ پون گھنٹہ حکیم صاحب سے ملاقات کی اور پشاور روانہ ہوئے جہاں ہمارے میزبان جناب حاجی شیر محمد لالی کے فرزند ارجمند محمد زکریا نے ہمیں وصول کیا، چند لمحہ بعد جناب چاچا عنایت اللہ بھی تشریف لے آئے اور حاجی محمد عابد کی معیت میں جامع مسجد اقصیٰ فاریسٹ کالج کالونی یونیورسٹی کیمپس کے خطیب اور مجلس کے مقامی یونٹ کے امیر مولانا ڈاکٹر منظر خان نے اپنے رفقاء سمیت خیر مقدم کیا اور مغرب کی نماز کے بعد ایک تلاوت اور نعت کے بعد راقم نے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے امت مسلمہ کی عظیم الشان قربانیوں کا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مسیلمہ کذاب سے لے کر مرزا قادیانی کے دورِ خباثت تک مختصر تذکرہ کیا اور

خیبر پختونخواہ کے علماء کرام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا عبدالحقؒ اکوڑہ خٹک، مولانا صدرالشہید، مولانا مفتی عبدالقیوم پوپلزئی سمیت مجاہدین ختم نبوت کو خراج تحسین پیش کیا، رات کا قیام حاجی شیر محمد لالی کے حجرہ میں رہا۔

شاہ فاضل مسجد میں کانفرنس:

میاں شاہ فاضل کچی محلہ اندرون لاہوری گیٹ کی جامع مسجد میں مغرب کی نماز کے بعد ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت امیر محترم مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی مدظلہ نے کی۔ تلاوت کے بعد جناب سراج الحق نے پشتو اور اردو زبانوں میں حمد و نعتیں پیش کیں۔ امیر محترم نے پشتو زبان میں پُر مغز بیان فرمایا۔ حفظ و ناظرہ امتحان میں کامیاب ہونے والوں کی دستار بندی کی گئی اور انہیں انعامات سے نوازا گیا۔ راقم نے بھی عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت، قرآن پاک حفظ و ناظرہ کے فضائل پر خطاب کیا، چاچا عنایت اللہ، مولانا یاسر خان، حاجی شیر محمد لالی کی رفاقت حاصل رہی۔

ساروکی چیمہ میں محفل حمد و نعت:

۹ مئی مغرب کی نماز کے بعد مدرسہ قاسم العلوم حنفیہ میں محفل حمد و نعت منعقد ہوئی۔ گوجرانوالہ کے ثناخواں حافظ ابوبکر اور جناب فیصل بلال حسان نے حمد و نعت سے محفل میں سماں باندھا۔ مدرسہ کے مہتمم مولانا عبدالسلام شاکر نے اپنے مخصوص مترنم انداز میں خطاب فرمایا۔ محفل کی صدارت جناب عامر عبدالرحمن چیمہ شہید کے والد محترم پروفیسر نذیر احمد چیمہ نے کی۔

استاذ محترم نے گستاخان رسول کے عبرتناک انجام پر روشنی ڈالی اور پروفیسر نذیر احمد چیمہ کو مبارکباد پیش کی کہ ان کے اکلوتے فرزند ارجمند نے ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے جان عزیز کا نذرانہ پیش کیا۔ مدرسہ قاسم العلوم کی بنیاد مولانا حافظ محمد شفیع جالندھریؒ نے ۱۹۶۵ء میں رکھی، اب مدرسہ کا انتظام مولانا عبدالسلام شاکر سنبھالے ہوئے ہیں۔ محفل کے انتظام میں جناب محمد فیصل نے خصوصی دلچسپی لی۔

مدرسہ عربیہ جامع مسجد رحے شاہ:

قاری محمد اسلم مدظلہ ہمارے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نوشہرہ کے امیر اور جمعیت علماء اسلام کے صوبائی راہنماؤں میں سے ہیں۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے ایک بھائی مولانا محمد علی ہوتے تھے، ان کے پوتے ہیں۔ مولانا محمد علی انگریز کے زمانہ تحریک ہجرت میں افغانستان ہجرت کر گئے اور یہ تحریک اپنے انجام کو پہنچی تو مولانا محمد علی افغانستان سے پشاور تشریف لائے اور بعدازاں نوشہرہ میں نوشہرہ کی آب و ہوا آپ کو راس آ گئی اور آپ نوشہرہ کے ہو کر رہ گئے۔ قاری محمد اسلم مدظلہ مرحوم کے پوتے ہیں، بہت ہی متحرک عالم دین، قاری القرآن اور بہترین منتظم ہیں۔ آپ نے اپنے رفقاء سے مشورہ کے بعد نوشہرہ کی جامع مسجد قاضیاں والی میں مدرسہ قائم کیا جو شر اعداء کی نذر ہو گیا۔ بعدازاں آپ نے رحم علی شاہ نامی کسی بزرگ کی طرف منسوب جامع مسجد رحے شاہ میں مدرسہ قائم فرمایا، جس میں سینکڑوں طلبا زیر تعلیم ہیں۔ موقوف علیہ تک تمام اسباق ہوتے ہیں۔ پشاور جاتے ہوئے ۴ اور ۵ مئی کی درمیانی شب آپ کے مدرسہ میں قیام و آرام رہا، آپ کو دیکھ کر پرانے بزرگ یاد آ جاتے ہیں بلکہ ''اذا رؤ و ذکر اللہ'' کے آپ مصداق ہیں۔ خاندانی نسبت کے عملی و علمی نسبت بہت قوی ہے۔ ☆☆

پہنچا ہے مدینہ میں کس شان سے دیوانہ

پہنچا ہے مدینہ میں کس شان سے دیوانہ — رحمت کا سبب ٹھہری ہر لغزشِ مستانہ
کیا عقل میں آئے گی وہ ذاتِ کریمانہ — اک زندہ حقیقت ہے افسانہ در افسانہ
اس شمع رسالت ﷺ کا فیضانِ کرم دیکھو — کعبہ سے بدل ڈالی تقدیرِ صنم خانہ
محرومی و منظوری توفیق طلب پر ہے — رحمت کی نگاہوں میں کوئی نہیں بیگانہ
دربار محمد ﷺ کی ہر شان نرالی تھی — آداب تھے شاہانہ، ماحول فقیرانہ
اس وحدت و کثرت کو اک ربط دیا تم نے — نادیدہ حقیقت تھی بے روح تھا افسانہ
اس شمع کی عظمت پر خورشید و قمر صدقے — جس شمع پر قرباں ہو جبریلؑ سا پروانہ

باطل بھی کہیں حق سے ہم رنگ نہ ہو جائے
تعلیم شہِ دیں ہے یوں سب سے جداگانہ

حضرت قمر مرادآبادی

مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ سے ایک دلچسپ گفتگو

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ ملک عزیز کے نامور عالم دین، محقق، مصنف، ادیب وخطیب اور مدرس ہیں۔ بخاری شریف سمیت احادیث کی تعلیم دیتے ہیں۔ ۵ر مئی کو مولانا کی خدمت میں حاضری ہوئی۔ راقم نے استدعا کی کہ حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ نے آپ کو دعاؤں سے نوازا اور اللہ پاک نے ایک مرد قلندر کی دعاؤں کو قبول کیا اور آپ کو اپنا ادارہ، گھر اور گاڑی عنایت فرمائی۔ تفصیلات ارشاد فرمائیں:

مولانا حقانی نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت درخواستیؒ نے میرے استاذ اور شیخ مکرم حضرت مولانا عبدالحق بانی وشیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کو اطلاع دی کہ میں فلاں وقت آ رہا ہوں۔ حضرت شیخ الحدیثؒ نے دس پندرہ آدمیوں کے کھانے کا انتظام کیا، لیکن حضرت درخواستیؒ کے ساتھ ستر اسی آدمی تھے۔ حضرت شیخ نے مجھے فرمایا: ”عبدالقیوم حضرت کو لے جاؤ اور مدرسہ کا تفصیلی معائنہ کراؤ تاکہ میں مزید کھانے کا انتظام کرلوں۔“ مولانا حقانی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت والا کو تفصیلی وزٹ کرایا، پہلے اساتذہ کرام کے فیملی کوارٹر مسجد کے مغربی جانب ہوتے تھے جب میں حضرت کو لے کر اساتذہ کرام کے گھروں کی طرف گیا تو حضرت نے دور سے فرمایا: ”عبدالقیوم تمہارا کوارٹر آخری ہے۔“ میں نے کہا: جی ہاں! حضرت نے فرمایا: چلو تمہارے حجرہ میں چلتے ہیں“ میں پریشان کہ میرے مکان کا حجرہ (بیٹھک) تو چھوٹا سا ہے، ستر اسی آدمی کیسے آئیں گے؟ حضرت والا نے تمام رفقاء کو فرمایا کہ تم لوگ کھانے پر چلو میں آتا ہوں، تو میں نے دوڑ کر اپنے مکان کی بیٹھک کو کھولا، میری ٹوٹی پھوٹی پرانی چارپائی، حضرت آکر بیٹھ گئے اور فرمایا: تم کیا چاہتے ہو کہ تمہارا اپنا مکان اور حجرہ ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں، فرمایا: بڑا ہو، چھوٹا، میں کہا: بڑا! فرمایا کہ ایک ہو یا دو، میں نے کہا: فی الحال ایک۔ فرمایا: کیا چاہتے ہو، مدرسہ بھی اپنا ہو، میں نے کہا: جی ہاں! فرمایا: مدرسہ بڑا ہو یا چھوٹا، میں نے کہا: بڑا!! اتنے میں حضرت شیخ کا پیغام آیا اور ہمارے مدرسہ کے استاذ ”دیربابا“ تشریف لائے اور فرمایا کہ شیخ الحدیث فرماتے ہیں کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے، میں نے کہا پشتو میں: میں تو آتا ہوں بابا نہیں چھوڑتا۔ حضرت نے فرمایا: کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا کہ شیخ الحدیث فرماتے ہیں کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ حضرت نے فرمایا: دیگر مہمانوں کو کھلاؤ میں بعد میں کھالوں گا اور فرمایا کہ چور پکڑا گیا ہے، ان جملوں سے میں مزید پریشان ہوا۔

فرمایا: ”اللّٰھم اغفرلی ذنبی ووسع لی داری وبارک لی فی رزقی“ پڑھا کرتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں! فرمایا یہ دعا پڑھتے ہو یا مانگتے ہو؟ میں نے کہا: پڑھتا ہوں، فرمایا دعا مانگی جاتی ہے، پڑھی نہیں جاتی۔ آئندہ دعا مانگنے کی صورت میں پڑھا کرو اور یہ دعا مانگا کرو اور پھر دیکھو چالیس دن کے اندر اندر تم حرم شریف میں ہوگے۔ میں حیران کہ میری تنخواہ تو چھ سو روپے ہے، میں کیسے حرم شریف میں پہنچوں گا؟ فرمایا: اگر چالیس دن کے اندر اندر حرم شریف نہ پہنچے تو خان پور آکر عوام کے سامنے کہنا کہ درخواستی! تم نے جھوٹ بولا تھا۔ مولانا فرماتے ہیں: اللہ پاک نے چالیس دن کے اندر اندر پہنچا دیا۔ پھر فرمایا کہ حج کروگے میں نے کہا کہ ضرور کروں گا۔ فرمایا ایک حج کروگے یا کئی مرتبہ؟ میں نے کہا کہ جتنی مرتبہ اللہ پاک بلالیں گے اور بھی کئی باتیں فرمائیں۔ میں حیران تھا کہ حضرت والا کیا دیوانوں اور مجذوبوں والی باتیں فرمارہے ہیں اور یہ ساری باتیں بظاہر ناممکن تھیں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ تم نے مضمون لکھا لکھا کرو اور لکھنے کی عادت بناؤ اور پھر فرمایا مضمون لکھوگے یا مضامین، میں نے کہا، مضامین فرمایا کہ مضامین لکھنا چاہتے ہو یا کتابیں؟ میں نے عرض کیا کہ جو آپ دعا فرمادیں۔ مولانا حقانی فرماتے ہیں۔ حضرت والا کے ارشادات گرامی حرف بحرف صادق ہوئے۔ اللہ پاک نے اپنا مدرسہ عطا فرمایا اور بڑا۔

اللہ پاک نے اپنا گھر عطا فرمایا اور بڑا۔

اللہ پاک نے اپنی گاڑی عطا فرمائی اور اچھی۔

اللہ پاک نے مضامین اور کتابیں لکھنے کی سعادت بھی نصیب فرمائی۔

غرضیکہ حضرت درخواستیؒ کی ارشاد فرمودہ تمام باتیں صحیح ثابت ہوئیں۔ ۵ر مئی کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نوشہرہ کے امیر مولانا قاری محمد اسلم اور مولانا نعیم اللہ جان کی رفاقت میں حضرت مولانا کی خدمت میں حاضری ہوئی اور بھی مولانا حقانی مدظلہ نے حضرت درخواستیؒ سے متعلق عجیب وغریب باتیں بتلائیں۔

اللّٰھم اغفرلہ، وارحمہ، واعف عنہ وعافہ وبرد مضجعہ۔☆☆

رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام

(۲۴)

حافظ عبید اللہ

شبہ نمبر 7

مسلمانو! اگر تم سچے ہو تو حضرت عیسیٰؑ کو آسمان سے اتار کیوں نہیں لاتے؟

دیکھا گیا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ مباحثے کے دوران قادیانی اکثر یہ طعنہ دیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ اگر زندہ ہیں تو تم ان کو آسمان سے اتار کیوں نہیں لاتے؟ کبھی کہتے ہیں کہ تمام مسلمان دعا کیوں نہیں کرتے کہ حضرت عیسیٰ جلد آسمان سے نازل ہوں۔

جواب نمبر 1...... مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے آسمان پر لے گیا، کسی کو آسمان پر لے جانا یا واپس اتارنا کسی انسان کے اپنے بس کی بات نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، عام انسانوں کی بات تو ایک طرف، اس میں انبیاء بھی دخل نہیں دے سکتے، بلکہ اللہ کے نبی تو کوئی معجزہ بھی محض اپنی مرضی سے نہیں دکھا سکتے تھے، قرآن کریم میں متعدد مقامات پر یہ بیان ہوا ہے کہ کافر لوگ انبیاء سے مطالبہ کیا کرتے تھے کہ ہمیں کوئی نشانی یا معجزہ دکھائیں تو اللہ کے نبی ان معجزہ کا مطالبہ کرنے والوں سے صاف کہتے تھے ”اللہ کے حکم کے بغیر ہماری مجال نہیں کہ ہم کوئی معجزہ تمہیں لا دکھائیں“ ۔ لہٰذا قادیانیوں کا مسلمانوں سے حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اتارنے کا مطالبہ کرنا دراصل ان کفار کی سنت پر عمل کرنا ہے، انہیں چاہئے کہ یہ مطالبہ وہ اس اللہ سے کریں جو حضرت عیسیٰ کو آسمان پر لے گیا، یہ عجیب بات ہے کہ لے کر تو اللہ گیا اور واپس لانے کا مطالبہ مسلمانوں سے کیا جاتا ہے۔

جواب نمبر 2 ...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا آسمان سے نزول قیامت کی بڑی نشانیوں (جیسے دابۃ الارض کا خروج، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دجال کا خروج وغیرہ) میں ذکر فرمایا ہے، قادیانی انہیں آسمان سے لانے کا مطالبہ تب کر سکتے تھے جب قیامت آجاتی اور حضرت عیسیٰؑ تشریف نہ لاتے، یا قیامت کی باقی تمام علامات کبریٰ ظاہر ہو جاتیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول من السماء نہ ہوتا: کبھی قادیانی یہ بھی کہتے ہیں کہ مسلمانو! بتاؤ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے کب نازل ہوں گے؟ تو میں نے کہا کہ تم یہ بتا دو قیامت کب آئے گی میں تمہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول من السماء کا وقت بتا دیتا ہوں کیونکہ احادیث میں ان کے نزول کی کوئی تاریخ، مہینہ یا سال نہیں بتایا گیا بلکہ اسے قیامت کی علامات کبریٰ میں بیان کیا گیا ہے۔

شبہ نمبر 8

عیسیٰؑ کی قیامت کے دن حیثیت کیا ہوگی؟

ایک سوال یہ کیا جاتا ہے کہ مسلمانو! تم کہتے ہو کہ اب جب حضرت عیسیٰ دوبارہ تشریف لائیں گے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے آئیں گے، جبکہ وہ پہلے نبی کی حیثیت سے تشریف لائے تھے، تو میدانِ حشر میں ان کی حیثیت کیا ہوگی؟ نبی کی یا امتی کی؟

جواب: مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:” یہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم اس امت کے شمار میں ہی آگئے ہیں۔“ (ازالہ اوہام حصہ دوم، رخ 3، صفحہ 436)

پھر اس نے یہ بھی لکھا: ”یوں تو قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ہر ایک نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لتؤمننّ به ولتنصُرنّه پس اس طرح تمام انبیاء علیہم السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہوئے۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم رخ 21، صفحہ 300)

لہٰذا ثابت ہوا کہ نہ صرف حضرت عیسیٰؑ بلکہ ان کے علاوہ تمام انبیاء بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل ہیں، تو جو حیثیت قیامت کے دن دیگر انبیاء کی ہوگی وہی حضرت عیسیٰؑ کی بھی ہوگی، نیز ہمارا سوال ہے کہ مرزا قادیانی نے خود نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ بھی کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے کا بھی اور دوسری طرف اس نے یہ بھی لکھا تھا کہ: ”رسول اور امتی ہونے کا مفہوم متباین ہے۔“

(ازالہ اوہام حصہ اول، رخ 3، صفحہ 410)

تو قادیانی بتائیں کہ مرزا قادیانی بیک وقت ”رسول اور امتی“ کیسے بن گیا؟، نیز مرزا کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ وہ بھی محمد رسول اللہ ہے اور آنحضرت a کا ہی دوسرا ظہور ہے (نقل کفر، کفر نہ باشد)، نیز اس نے یہ بھی کہا کہ مجھے اللہ نے عیسیٰ بن مریم بھی بنایا ہے، تو قیامت کے دن جب خود آنحضرت a اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنفس نفیس موجود ہوں گے تو مرزا قادیانی کی حیثیت کیا ہوگی؟ وہاں وہ امتی ہوگا یا نبی؟ عیسیٰ بن مریم ہوگا یا غلام احمد بن چراغ بی بی؟

(جاری ہے)

ایک عظیم علمی، ادبی، سوانحی اور تاریخی شاہکار دستاویز

چمنستانِ ختمِ نبوّت
کے
گلہائے رنگا رنگ

ایسے ۹۳۳ نفوسِ قدسیہ کا تذکرہ وسوانح، حالات وحکایات
جنہوں نے عقیدہ ختمِ نبوت کے لئے خدمات سرانجام دیں۔

ترتیب
شاہینِ ختمِ نبوت
مولانا اللہ وسایا مدظلہ

تین جلدوں کا مکمل سیٹ

قیمت صرف 500 روپے

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان پاکستان 061-4783486